ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

41

www.tanzeem.org

12تا18صفر المظفر1440ھ/23تا29اکتوبر2018ء

حکومتِ الٰہیہ کے باغی!

ایسے لوگوں کی زندگی کی غایت صرف غذا اور روٹی ہے۔ اللہ نے انہیں انسان بنایا تھا تا کہ وہ قوائے انسانیتِ اعلیٰ سے کام لیں، لیکن وہ مثل چارپایوں کے بن گئے' جو صرف اپنا چارا ڈھونڈتا ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ہُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ۝﴾ (الاعراف:178)

"یہ لوگ مثل چارپایوں کے ہیں' بلکہ ان سے بھی بدتر اور یہی وہ ہیں کہ غفلت میں ڈوب گئے ہیں"۔

سو ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اللہ کی حکومت سے باغی ہیں' اس کے قوانین سے بھی انہوں نے علانیہ سرکشی کی' اس کے پاک حدود و مواثیق کو انہوں نے یکسر توڑ ڈالا۔ وہ انسانوں کے آگے جھکتے ہیں، مگر فاطر الارض والسمٰوٰتِ کے آگے جھکنے سے انہیں شرم آتی ہے۔ وہ دنیاوی حاکموں سے ڈرتے ہیں' پر احکم الحاکمین کا ان کے دلوں میں خوف نہیں۔ انسانی بادشاہت کا اگر ایک چھوٹے سے چھوٹا قانون بھی ہو تو اس سے سرتابی کرنے کی انہیں ہمت نہیں ہوتی' پر شہنشاہِ ارض وسماء کے بڑے سے بڑے قانون کو بھی ٹھکرا دینے اور ذلیل وحقیر کرنے سے وہ نہیں ڈرتے۔ کیونکہ اللہ پر انہیں یقین نہیں رہا اور اس کی سزاؤں کو وہ نہیں مانتے۔ وہ اپنی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کا اختیار اگر کسی انسان کے ہاتھ میں دیکھتے ہیں تو کتے کی طرح اس کے پاؤں پر لوٹتے ہیں' گدھے کی طرح اس کا مرکب بن جاتے ہیں اور غلاموں اور چاکروں کی طرح اس کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہتے ہیں' تا کہ وہ انہیں کچھ عرصہ کے لیے روٹی دے یا تانبے اور چاندی کے چند سکے حوالے کر دے۔ پر وہ جس نے انہیں پیدا کیا' جس کی ربوبیت ان کے جسم کے ایک ایک ذرے اور خون کے ایک ایک قطرہ کو پالتی اور ہلاکت سے بچاتی ہے۔ جو ان کی فریادوں کو درد اور دکھ کے وقت سنتا اور جب وہ ہر طرف سے مایوس ہو جاتے ہیں تو انہیں امید اور مراد بخشتا ہے' سو اس رب الارباب کے لیے ان مغروروں کے پاس عاجزی کا ایک سجدہ' بندگی کی ایک پیشانی' بے قراریٔ محبت کی ایک پکار' تقویٰ اور احتساب کا ایک روزہ اور خلوص وصداقت کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا ایک پیسہ بھی نہیں ہے! ﴿فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ مِّنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝﴾ (الزمر:22) "پس صد افسوس اور صد حسرت ان دلوں پر جو ذکر الٰہی کی طرف سے بالکل سخت ہو گئے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو صریح گمراہی میں مبتلا ہیں"۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ

اس شمارے میں

بیساکھیاں توڑ ڈالنے کا وقت آ گیا

اسلام کا نظام عدل اجتماعی

مطالعہ کلام اقبال (91)

کیا سعودی حکومت امریکی مدد کے بغیر چل سکتی ہے؟

پیالہ الٹ گیا......

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام "ریاست مدینہ کانفرنس"

ماہِ صفر المظفر: اسلام کی نظر میں

اللہ تعالیٰ سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا

الھدیٰ (824)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاء | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیات: 23 تا 27

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝

آیت ۲۳ ﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝۲۳﴾ ''وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے جوابدہی نہیں ہو سکتی اور ان سب کی جوابدہی ہوگی۔''

آیت ۲۴ ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ﴾ ''کیا انہوں نے اُس کے سوا دوسرے معبود بنا لیے ہیں؟''

﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ﴾ ''آپ کہیے کہ لاؤ اپنی دلیل!''

﴿هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ﴾ ''یہ (قرآن) ذکر ہے ان لوگوں کا بھی جو میرے ساتھ ہیں اور ان کا بھی جو مجھ سے پہلے تھے۔''

﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۲۴﴾ ''بلکہ ان میں سے اکثر لوگ حق کو نہیں پہچانتے' اس لیے وہ اعراض کر رہے ہیں۔''

آیت ۲۵ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵﴾

''اور ہم نے آپؐ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اُس کی طرف یہی وحی کرتے تھے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں' پس میری ہی بندگی کرو۔''

آیت ۲۶ ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝۲۶﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ رحمٰن نے (کسی کو اپنا) بیٹا بنا لیا۔ وہ پاک ہے (اس سے) بلکہ وہ اس کے مکرم بندے ہیں۔''

جس کسی کو بھی یہ لوگ اللہ کی اولاد قرار دیتے ہیں' وہ فرشتے ہوں' انبیاء ہوں یا اولیاء اللہ' سب اس کے مقرب بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے بندوں کی حیثیت سے اپنے ہاں با عزت مقام عطا کیا ہے: ﴿اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ﴾ (یونس : ۲) ''یقیناً ان کے لیے ہے سچائی کا مرتبہ ان کے رب کے پاس۔''

آیت ۲۷ ﴿لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝۲۷﴾ ''وہ سبقت نہیں کرتے اس سے بات میں' اور وہ اس کے حکم ہی کی تعمیل کرتے ہیں۔''

فرشتے اللہ تعالیٰ کے آگے بڑھ کر بات نہیں کرتے۔ وہ اللہ کے احکام کے منتظر رہتے ہیں اور اس کے ہر فرمان کی تعمیل کرتے ہیں۔

فرمان نبویؐ

خدا فراموشی کا انجام

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يُؤْتٰى بِالْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَلَمْ اَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّمَالًا وَّوَلَدًا وَسَخَّرْتُ لَكَ الْاَنْعَامَ وَالْحَرْثَ وَتَرَكْتُكَ تَرْاَسُ وَتَرْبَعُ فَكُنْتَ تَظُنُّ اَنَّكَ مُلَاقِيَّ يَوْمَكَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ لَا فَيَقُوْلُ لَهُ الْيَوْمَ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِيْتَنِيْ)) (ترمذی)

حضرت ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ایک آدمی اللہ کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا۔ اللہ اس سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے آنکھ اور کان نہیں بخشے تھے؟ کیا میں نے تجھے مال اور اولاد سے نہیں نوازا تھا؟ میں نے کھیتی باڑی اور مویشی تیرے لیے مسخر کر دیئے تھے تو لوگوں پر حکومت کرتا اور ان سے ٹیکس وصول کرتا تھا کیا تُو جانتا تھا کہ آج تو مجھ سے ملاقات کرنے والا ہے؟ وہ کہے گا نہیں' اللہ اس سے فرمائے گا آج میں تجھے فراموش کرتا ہوں جیسا کہ تُو نے دنیا میں مجھے فراموش کر دیا تھا۔''

تشریح: میں تجھے فراموش کرتا ہوں کیونکہ تم نے دنیا میں میرے احکامات کو نذرانداز کیا لہٰذا میں تجھے دوزخ کی آگ میں ڈالتا ہوں۔ یہ شخص اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے باوجود مرنے کے بعد اللہ کی عدالت میں حاضر ہو کر حساب دینے کا قائل نہ تھا بلکہ اس کا نظریہ تھا کہ سب کچھ یہی دنیا کی زندگی ہے۔

ادار یہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیساکھیاں توڑ ڈالنے کا وقت آ گیا

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے گزشتہ چند ہفتوں میں دوسری مرتبہ سعودی عرب کے خلاف دھمکی آمیز رویہ اختیار کیا ہے۔ پہلے انہوں نے سعودی حکمران شاہ سلمان کو تنبیہ کی کہ وہ امریکی فوج کی حمایت کے بغیر دو ہفتے بھی اقتدار میں نہیں رہ سکتے۔ جس کے جواب میں سعودی ولی عہد محمد بن سلمان نے کہا کہ جب امریکہ نہیں تھا تو ہمارا ملک اس وقت بھی قائم تھا۔ خاص طور پر انہوں نے کہا کہ اوباما دور میں جب امریکہ نے سعودی عرب کے ساتھ منفی رویہ اختیار کیے رکھا تو اس وقت بھی سعودی عرب نے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ سادہ لفظوں میں یہ امریکہ کو پیغام تھا کہ سعودی عرب امریکہ کی دوستی کے بغیر بھی رہ سکتا ہے۔ اس حوالے سے مزید صورتحال نکھر کر اس وقت سامنے آ گئی جب سعودی نژاد امریکی شہری جمال خاشقجی کے استنبول میں سعودی سفارتخانہ میں قتل کا معاملہ سامنے آیا۔ جمال خاشقجی کا تعلق سعودی عرب سے تھا لیکن سعودی حکومت کی پالیسیوں کی مخالفت میں اُسے ملک بدر ہونا پڑا۔ اس نے امریکی شہریت حاصل کی اور ایک امریکی روزنامہ واشنگٹن پوسٹ میں کالم لکھنے شروع کیے۔ وہ اپنے کالموں میں سعودی حکمرانوں پر سخت تنقید کرتا تھا جس کی وجہ سے سعودی حکومت اس سے نالاں تھی۔

2 اکتوبر کو جب وہ استنبول میں طلاق کے کاغذات حاصل کرنے سعودی سفارتخانے میں گیا تو اس کے بعد اس کا کچھ پتا نہ چلا۔ سب سے پہلے ترک حکام نے الزام عائد کیا کہ خاشقجی کو سعودی سفارتخانے میں قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد امریکہ اور یورپی ممالک بھی میدان میں آ گئے اور اقوام متحدہ نے بھی اس کا سخت نوٹس لیا۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے سعودی حکام کو ایک بار پھر دھمکی دی کہ اگر خاشقجی کے قتل میں سعودی حکومت ملوث ہوئی تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔ اس کے جواب میں سعودی عرب نے بھی اپنے میڈیا کے ذریعے جوابی کارروائی کی دھمکی دی جس میں کہا گیا کہ سعودی عرب ممکنہ طور پر تیل کی ترسیل روک سکتا ہے جس سے قیمتوں میں دگنا سے بھی زیادہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ سٹریٹیجک اعتبار سے اہم علاقے تبوک میں روس کو اڈہ دینے پر تیار ہو سکتا ہے، ایران سے بات چیت شروع کر سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر امریکہ سے اسلحے کی خریداری روک سکتا ہے۔

سعودی عرب کے سرکاری ذرائع کی جانب سے جوابی دھمکیوں کے بعد ڈونلڈ ٹرمپ نے سعودی عرب کے شاہ سلمان کے ساتھ فون پر بات کی اور اس کے بعد خود یہ موقف اختیار کیا کہ جمال خاشقجی کی گمشدگی کے پیچھے سرکش قاتل ہو سکتے ہیں۔ گویا سعودی عرب کی جوابی دھمکی کارگر ثابت ہوئی اور امریکی صدر نہ صرف اپنے سخت رویے میں نرمی لانے پر مجبور ہوئے بلکہ سعودی عرب کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کے لیے اپنے وزیر خارجہ کو بھی فوراً سعودی عرب روانہ کرنا پڑا۔ کیونکہ امریکہ جانتا ہے کہ مڈل ایسٹ سے اس کے نکل جانے کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

12 تا 18 صفر المظفر 1440ھ — جلد 27
23 تا 29 اکتوبر 2018ء — شمارہ 41

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

صحافی جمال خاشقجی کی گمشدگی اور مبینہ قتل کی مذمت بجا ہے لیکن اس ساری صورتحال سے سب سے اہم چیز جو واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلم حکمران اگر خود عالمی طاقتوں کی ڈکٹیشن قبول نہ کریں تو کوئی بیرونی طاقت انہیں ڈکٹیٹ نہیں کر سکتی۔ دوسرے لفظوں میں اگر مسلم حکمران خود اپنے عالمی آقاؤں کے آگے جھکنا چھوڑ دیں تو عالم اسلام پر عالمی طاقتوں کی اجارہ داری کا طلسم ٹوٹ سکتا ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ ناممکن لگتا ہے مگر حقیقت میں یہ بہت آسان ہے۔ اس کے لیے صرف ایک چیز اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور وہ ہے خودداری۔ بھارت اور چین بھی ہمارے ساتھ ساتھ ہی آزاد ہوئے تھے مگر وہ آج لیڈنگ پوزیشن میں ہیں جبکہ مسلم ممالک آزاد ہونے کے باوجود ابھی تک عالمی طاقتوں کے چنگل سے نہیں نکل سکے۔ حالانکہ وسائل کے لحاظ سے چین اور بھارت مسلم ممالک کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ مسلم ممالک ان بے پناہ وسائل کو اپنے حق میں استعمال کر سکتے تھے۔ مگر محض اقتدار کی حرص ان کی کمزوری بن گئی اور اس طرح وہ وسائل جو عالم اسلام کی طاقت بن سکتے تھے ان کو عالمی طاقتوں نے اپنے حق میں استعمال کیا۔

مثال کے طور پر یہی امریکہ بہادر جس کا مسخرہ صدر آج منہ پھاڑ کر شاہ سلمان کو دھمکیاں دے رہا ہے جب اپنی معیشت کے ضعف میں پھنسا تو ٹرمپ اپنی بیوی اور بیٹی کے ہمراہ سب سے پہلے انہی سعودی حکام کے پاس پہنچا اور چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجا کر اُن سے ڈپلومیٹک بھیک مانگی۔ اس وقت اگر سعودی حکام ان کی مصنوعی مسکراہٹوں کے پیچھے چھپی فرعونیت بھانپ لیتے اور ان کے ساتھ 400 ارب ڈالر کے معاہدے نہ کرتے تو آج امریکہ سعودی عرب کو آنکھیں نہ دکھا رہا ہوتا بلکہ اپنی گرتی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے انہی عرب ممالک کے در پر ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا۔ مگر افسوس! ہمارے حکمرانوں کی باہمی چپقلش، علاقائی کشمکش اور خاص طور پر حرص اقتدار نے انہیں بے وقوفی کی حد تک اغیار پر اعتماد کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ کھلی آنکھوں سے دیکھ کر بھی دشمنوں کی کمزوریوں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے جبکہ دشمن ہماری انہی بے وقوفیوں کی وجہ سے ہمارے ہی وسائل استعمال کر رہا ہے۔

کوئی ریاست کتنی ہی بڑی عالمی طاقت کیوں نہ ہو اس کی ساری فرعونیت کا انحصار اس کی معیشت پر ہوتا ہے۔ امریکی معیشت کا دارومدار اسلحہ کی فروخت پر ہے اور امریکی اسلحہ کا سب سے بڑا خریدار سعودی عرب اور اس کے بعد مڈل ایسٹ کے دوسرے عرب ممالک ہیں۔ عجیب بات ہے کہ امریکہ کی دال بھی سب سے زیادہ اسی خطے میں گلتی ہے۔ جبکہ دنیا کے باقی کسی خطے کے ممالک امریکہ کو اتنا منہ نہیں لگاتے۔ عرب ممالک اگر امریکی اسلحہ خریدنا بند کر دیں تو امریکی معیشت چند عشروں میں نہیں بلکہ چند سالوں میں بیٹھ جائے گی اور اس کے ساتھ ہی امریکہ کی ہوا اکھڑ جائے گی۔

سعودی حکام نے ٹرمپ کے مکروفریب میں آ کر 400 ارب ڈالر کے جو معاہدے امریکہ کے ساتھ کیے وہ مسلم ممالک کے ساتھ بھی ہو سکتے تھے۔ ضرورت کا اسلحہ پاکستان سے بھی خریدا جا سکتا تھا اور جو پاکستان میں نہیں بنتا وہ چائنا اور روس سے بھی خریدا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دفاعی معاہدے پاکستان اور ترکی کے ساتھ بھی ہو سکتے تھے۔ اس طرح آپس کی تجارت اور دفاعی معاہدوں سے ایک طرف مسلم ممالک مضبوط ہوتے اور دوسری طرف امریکہ کی عالمی اجارہ داری خود اس کی معاشی گراوٹ میں اُلجھ کر رہ جاتی اور یوں طاقت کے عالمی توازن کو قائم کرنے میں بھی مدد ملتی۔

دوسری سب سے اہم بات جو خود سعودی ولی عہد کے منہ سے نکلی وہ تھی کہ ''سعودی عرب ایران سے بات چیت بھی شروع کر سکتا ہے''۔ اصل میں یہی سب سے بڑی بیماری کا حل ہے۔ طاغوتی طاقتیں عالم اسلام پر قبضہ و اجارہ داری قائم کرنے میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہوئی تھیں جب تک کہ انہوں نے مسلمانوں میں ایران و عرب کی تقسیم نہیں ڈالی تھی اور یہی تقسیم آج تک بھی طاغوتی طاقتوں کی عالم اسلام پر اجارہ داری کی اصل وجہ ہے۔ امریکہ سعودی عرب کو ایران کا ڈراوا دکھلا کر اس سے دفاعی معاہدے کرتا ہے اور سعودی عرب اور دوسرے عرب ممالک ایران سے مقابلہ کے لیے امریکہ سے اسلحہ خرید کر اس کی معیشت کو مضبوط کرتے ہیں۔ دوسری طرف ایران پر اقتصادی پابندیوں کا باعث بھی یہی باہمی چپقلش بن رہی ہے۔ اور اس ساری صورتحال سے فائدہ صرف عالمی طاقتیں اُٹھا رہی ہیں جبکہ مسلم ممالک کا نقصان پر نقصان ہو رہا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ سعودی حکام یہ سب سمجھنے کے باوجود کہ اگر وہ ایران سے بات چیت شروع کر دیں تو انہیں امریکہ کی ضرورت نہیں رہے گی، وہ صرف امریکہ کو منانے کے لیے ایسا کہہ رہے ہیں۔ شاید مسلم حکمرانوں کی نفسیات میں یہ خوئے غلامی اتنی رچ بس گئی ہے کہ وہ کسی سہارے کے بغیر رہ نہیں سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ امریکہ کے متبادل کے طور پر روس کو اڈے دینے کی بات بھی کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ بیان محض سفارتی ہتھکنڈا ہے مگر غلامانہ ذہنیت کی خوب عکاسی بھی کر رہا ہے۔ حالانکہ سب سے بہتر حل یہی ہے کہ بیماری کو اس کی جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جائے یعنی ایران و عرب کی جو تقسیم ڈال کر عالمی طاقتیں مسلم ممالک کو بلیک میل کر رہی ہیں، اس تقسیم کو سرے سے ختم کر کے ایک بار پھر مسلمان ممالک متحد ہو جائیں یا کم از کم باہم بات چیت شروع کر دیں۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

آپ صدیوں تک لڑتے رہیں لیکن بالآخر جب آپ کو ہوش آئے گا کہ ہم نے اُمت مسلمہ کو تباہی سے بچانا ہے تو آپ کو اس کے لیے متحد ہونا ہوگا۔ لہٰذا جو کام مسلسل تباہی کے بعد کرنا ہے وہ آج ہی کیوں نہ کر لیا جائے۔ یورپ نے صدیوں تک خانہ جنگی کے بھیانک نتائج بھگت کر دیکھ لیے اور بالآخر دو عالمی جنگوں میں اپنے وسائل اور انسانی آبادیوں کو جھونک کر عقل ٹھکانے آئی کہ آپس کی جنگ کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہوتی۔ آج وہی یورپی ممالک یورپی یونین کی صورت متحد ہو کر دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ اسی طرح مسلم ممالک بھی اگر اس تاریخی حقیقت کو سمجھ لیں تو ایک تو یہ عالمی طاقتوں کی اجارہ داری اور بلیک میلنگ سے نکل آئیں گے اور دوسرا یہ کہ جو تجارتی اور دفاعی معاہدے کر کے وہ عالمی طاقتوں کو مزید سرکش بناتے ہیں وہ تجارتی اور دفاعی معاہدے آپس میں کر کے باہم مضبوط ہوں گے اور عوام بھی خوشحال ہوں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں کسی بیرونی سہارے یا بیساکھی کی ضرورت بھی نہیں رہے گی۔

اسلام کا نظام عدل اجتماعی

(قرآنی آیات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تعلیم وتربیت محترم خورشید انجم کے 12 اکتوبر 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

قارئین محترم! ریاست مدینہ کے بنیادی خدوخال کا مطالعہ ہم گزشتہ شمارے میں کر چکے ہیں آج اسی تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے حوالے سے مطالعہ کریں گے۔ عام طور پر اس حوالے سے ہمارے ذہنوں میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر اسلام کا نظام عدل اجتماعی آ گیا، شریعت کا نفاذ ہو گیا تو اس کا مطلب صرف شرعی سزائیں ہوں گی۔ یعنی چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، زانی کو سنگسار کیا جائے گا اور قاتلوں سے قصاص لیا جائے گا۔ یعنی ہم سمجھتے ہیں کہ اسلامی نظام صرف کچھ حدود اور تعزیرات کا مجموعہ ہے جن کا نفاذ ہو جائے گا۔ اس غلط فہمی کی کچھ وجوہات بھی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت اسلامی میں جرائم کے لیے سخت سزائیں رکھی گئی ہیں تا کہ معاشرے کو ان جرائم سے پاک کیا جائے اور ہر شہری کی جان، مال، عزت وآبرو کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ لیکن آج صرف سزاؤں پر بات کی جاتی ہے دیگر پہلوؤں کی طرف توجہ ہی نہیں دی جاتی جس کی وجہ سے محسوس یہ ہوتا ہے کہ اسلامی نظام بس یہی کچھ ہے۔ حالانکہ نفاذ شریعت کا اصل حاصل ایک عادلانہ معاشرے کا قیام ہے۔ جس کے بعد جرائم کا سرزد ہونا ہی مشکل ہو جاتا ہے، وہ عادلانہ نظام جب آئے گا تو اس کے تحت فوری اور سستا انصاف ملے گا، ہر شخص کو تمام بنیادی ضروریات کا فراہم کیا جانا، تمام بنیادی حقوق کا حاصل ہونا آسان ہوگا۔ اسی طرح تمام ذرائع وابلاغ کے ذریعے تعلیم وتربیت اور واعظ وتبلیغ کا موثر انتظام ہوگا، اس کے ساتھ ایسے اسباب کا قلع قمع کیا جائے گا جو ان جرائم کی تحریک پیدا کرنے اور ان کی ترغیب اور تحریص دلانے کا باعث بنتے ہیں۔ جب وہ نظام نافذ ہو جائے گا اور اس کی برکات ظاہر ہوں گی تو اس کے باوجود بھی اگر کوئی ان جرائم کی طرف راغب ہوتا ہے تو پھر ایسی سخت اور کڑی سے کڑی سزا دی جائے گی کہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢﴾

''اور چاہیے کہ ان دونوں کی اس سزا کے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔'' (النور:2)

یعنی ایک کو سزا ملے تو سو کو عبرت حاصل ہو۔ سورۃ الحدید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ﴾ ''ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ'' (آیت:25)

بینات سے مراد ایسی روشن دلیلیں ہیں جن کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت نہ رہے۔ اللہ نے تمام انبیاء و رسل کو ایسے ہی واضح دلائل کے ساتھ بھیجا۔ دوسرے الفاظ میں انہیں آپ معجزہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا دیا گیا جو اژدھا بن جاتا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی چٹان سے نکلی۔ اسی انداز کا معجزہ یہ قرآن مجید ہے۔ جس کے بارے میں چیلنج دیا گیا کہ:

''اور اگر تم واقعتاً شک میں ہو اس کلام کے بارے میں جو ہم نے اتارا ہے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک ہی سورت اِس جیسی۔'' (البقرہ:23)

جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جب اژدھا بن گیا تو ماہر ترین جادوگر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کو یہ معجزہ دیا گیا۔ ویسے تو آپ ﷺ کے اور بھی بہت سارے معجزات ہیں۔ مثلاً انگلی سے شارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ہاتھ میں کنکر لے کر پھینکے تو دشمن کی بصارت مفلوج ہو گئی۔ اسی طرح ہاتھ کے اندر کنکر کلمہ پڑھنے لگ گئے۔ ایسے اور کئی واقعات ہیں جنہیں آپ ﷺ کا معجزہ کہا جا سکتا ہے مگر آپ ﷺ کا سب سے بڑا اور حقیقی معجزہ یہ قرآن ہے۔ جب اس کے بارے میں چیلنج دیا گیا تو کوئی اس جیسا کلام پیش نہیں کر سکا۔ آج تک اس چیلنج کو کوئی بھی پورا نہیں کر سکا۔ حالانکہ اس وقت تو ان کے بڑے بڑے فصحاء، بلغا اور شاعر موجود تھے جن کو عکاظ میں سجدہ کیا جاتا تھا۔ اگر وہ اس چیلنج کو پورا نہیں کر سکے تو آج کون پورا کر سکتا ہے؟ چنانچہ تمام رسولوں کو ایسی ہی روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا گیا جو کہ اللہ کی طرف سے ایک سند تھی۔ اس کے بعد دوسری چیز جو رسولوں کو دی گئی وہ ہے میزان۔

﴿وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ﴾ ''اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری'' (الحدید:25)

میزان وہ آلہ ہے جس میں وزن کیا جاتا ہے۔ دوسرے معنوں میں میزان انصاف کا پیمانہ ہے۔ ایک دوکاندار اپنے ترازو میں اگر برابر تول کر دے تو وہ انصاف ہے ورنہ ظلم۔ عدالت میں جج کے سامنے رکھا ترازو بھی میزان کی علامت ہے۔ عدالت میں اگر انصاف ہوگا تو معاشرے میں امن قائم ہوگا اور اگر انصاف نہیں ہوگا تو معاشرے میں فساد برپا ہو جائے گا اور اگر فساد برپا ہو جائے تو پھر انسان کی حیثیت جانوروں کی سی رہ جاتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہو جائے، جب نظام کے اندر معاشی جبر واستبداد پیدا ہو جائے تو انسانوں کی عظیم اکثریت ڈھور ڈنگر

بن جاتی ہے۔ کچھ لوگ وہ ہوں گے کہ انہیں معلوم ہی نہیں ہوگا کہ دولت کہاں سے آ رہی ہے اور کہاں جا رہی ہے۔ وہ دولت کے نشے میں مست ہو کر بے حس جانور بن جائیں گے۔ دوسرے وہ ہوں گے جو ان دولتمندوں کی جابرانہ، ظالمانہ اور استحصالی پالیسیوں کا شکار ہو کر اس حالت کو پہنچ جائیں گے کہ ان کی ساری فکر، ساری تگ و دو روزی روٹی تک محدود ہو جائے گی۔ جیسے جانوروں کو صرف ایک ہی فکر ہوتی ہے کہ کھانا کہاں سے ہے۔ چنانچہ معاشرے میں عدل وانصاف پر مبنی نظام اگر نہ ہو تو فساد پھیلتا ہے اور یہ فساد بالآخر قوموں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ قرآن میں ایسی بے شمار قوموں کی مثالیں موجود ہیں جن میں قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب وغیرہ شامل ہیں۔ فرمایا:

﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝45﴾ (الانعام:45) ''پھر جڑ کاٹ دی گئی اُس قوم کی جس نے ظلم (اور کفر وشرک) کی روش اختیار کی تھی۔''

چنانچہ معاشرے میں امن اور انصاف قائم کرنے کے لیے میزان کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ میزان اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ کو جو دے کر بھیجا اور وہ ہے اسلام کا نظام عدل اجتماعی۔ یعنی دین اسلام۔

﴿وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ﴾ (الشوریٰ:15) ''اور (آپ کہہ دیجیے کہ) مجھے حکم ہوا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔''

دین اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ جس کے تحت کوئی معاشرہ قائم ہوگا تو وہاں ہر طرف اور ہر سطح پر عدل وانصاف نظر آئے گا۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلی جو سٹیٹمنٹ دی وہ اس طرح تھی: ''تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے، یہاں تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق اس کو نہ دلا دوں اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک ضعیف ہے، یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق حاصل نہ کر لوں۔''

اس دین یعنی نظام عدل اجتماعی کا قائم کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کیونکہ ظلم، جبر اور استحصال سے معاشرے کے کچھ لوگ اتنے طاقتور ہو جاتے ہیں کہ وہ پھر اس نظام کے محافظ بن جاتے ہیں کیونکہ ان کے مفادات اس جبر پر مبنی نظام سے وابستہ ہوتے ہیں۔ وہ سخت مزاحمت کرتے ہیں۔ لہٰذا ان سے پھر تصادم ہوتا ہے اور اس کام کے لیے اپنی جان، مال اور ہر چیز قربان کرنا پڑتی ہے۔ جیسے صحابہ کرامؓ نے اپنی پوری پوری زندگیاں اس کام میں وقف کر دیں۔

اللہ نے جو دین اُتارا ہے اس کا مقصد صرف یہ نہیں ہے اس موضوع پر پی ایچ ڈی کر لو۔ یا مداح سرائی کر لو۔ جیسے کسی زمانے میں صدر ایوب خان نے چودہ سو سالہ جشن قرآن منایا تھا۔ یا قرآن اس لیے بھی نہیں ہے کہ سونے کی تاروں سے لکھا جائے اور سجا کر کسی طاق میں رکھ دیا جائے۔ نہیں! بلکہ دین کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ:

''اور جس کی وحی ہم نے (اے محمد ﷺ) آپ کی طرف کی ہے' اور جس کی وصیت ہم نے کی تھی ابراہیمؑ کو اور موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو کہ قائم کرو دین کو۔ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ (اے نبی ﷺ) بہت بھاری ہے مشرکین پر یہ بات جس کی طرف آپ ان کو بلا رہے ہیں۔'' (الشوریٰ:13)

یعنی اس دین کا مقصد یہ ہے کہ اس کو قائم کیا جائے۔ یہ ہے اصل کام۔ واعظ کرنا، تقریر کرنا آسان کام ہے۔ صرف تبلیغ کرنا بھی آسان کام ہے۔ لیکن دین کو قائم کرنا آسان کام نہیں ہے۔ جبکہ قرآن کہتا ہے کہ یہ لازمی ہے۔ ہم سے پہلے یہ کام بنی اسرائیل کے ذمے لگایا گیا تھا لیکن جب انہوں نے اس ذمہ داری سے منہ موڑ لیا تو ان سے یہ ذمہ داری واپس لے لی گئی۔ قرآن میں ان کی مثال اس طرح بیان ہوئی:

''مثال ان لوگوں کی جو حامل تورات بنائے گئے' پھر وہ اس کے حامل ثابت نہ ہوئے' اُس گدھے کی سی (مثال) ہے جو اٹھائے ہوئے ہو کتابوں کا بوجھ۔ بہت بری مثال ہے اس قوم کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔ اور اللہ ایسے ظالموں کو (زبردستی) ہدایت نہیں دیتا۔'' (الجمعۃ:5)

یہود نے اللہ کی آیات کو اعلانیہ جھٹلایا نہیں تھا۔ انہیں بھی ہماری طرح اہل کتاب ہونے پر فخر تھا۔ مگر اللہ

پریس ریلیز 19 اکتوبر 2018ء

لاپتہ سعودی صحافی کے معاملے میں عالمی طاقتوں کا دہرا معیار قابل مذمت ہے

ان عالمی طاقتوں کو برما، فلسطین اور کشمیر میں ہونے والی انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزیاں نظر کیوں نہیں آتیں؟

حافظ عاکف سعید

لاپتہ سعودی صحافی کے معاملے میں عالمی طاقتوں کا دہرا معیار سامنے آ گیا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ جمال خاشقجی جو کہ ایک عرصہ سے امریکہ میں مقیم تھا کی مبینہ گمشدگی میں سعودی حکومت کے ملوث ہونے کے ثبوت نہ ہونے کے باوجود عالمی طاقتوں اور ان کے پروردہ عالمی اداروں اور این جی اوز کا سعودی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا عالم اسلام کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں سب سے آگے وہی قوتیں ہیں جو اس وقت اس معاملے کو بنیاد بنا کر سعودی عرب کے خلاف متحرک ہیں۔ ان عالمی طاقتوں کو برما، فلسطین اور کشمیر میں ہونے والی انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزیاں نظر کیوں نہیں آتیں؟ انہوں نے مغربی کنارے میں آباد فلسطینیوں کی بستیاں ختم کر کے وہاں یہودی آبادکاری کی اسرائیلی مہم کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ ایک طرف تو ہر معاملے میں انسانی حقوق کا عالمی چیمپئن بننے کی کوشش کرتا ہے جبکہ دوسری طرف مظلوم فلسطینیوں کی دادرسی کرنے کی بجائے یوروشلم میں ان کا سفارتی دفتر بند کر کے اُسے امریکی سفارتخانہ برائے اسرائیل میں منتقل کر کے فلسطینیوں کی آزادی وخودمختاری کو سلب کرنے کا پیغام دے رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی طاقتوں کے اس دہرے معیار میں مسلم حکمرانوں کے لیے واضح سبق ہے کہ وہ ان طاقتوں پر اعتماد کرنے کی بجائے مسلم ممالک پر مشتمل ایک بلاک بنا کر اپنے مسئلے خود حل کرنے کی کوشش کریں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

نے ان کے لیے یہاں ایسی مثال پیش کی جس کے بارے میں خود کہا کہ وہ بہت بری مثال ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ تورات کو کتاب اللہ ماننے کے باوجود عملی طور پر اس کی تکذیب کر رہے تھے۔ یہاں پر ذرا ہم اپنے آپ کو دیکھیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

''میری اُمت پر بھی لازماً وہ تمام حالات وارد ہو کر رہیں گے جو بنی اسرائیل پر واقع ہوئے، ہو بہو بالکل ایسے جیسے (ایک جوڑے کی) ایک جوتی دوسری جوتی سے مشابہ ہوتی ہے''۔

آج ہم بھی الکتاب اور دین کے ساتھ وہی کچھ کر رہے ہیں جو یہود نے تورات کے ساتھ کیا تھا اور جس کی وجہ سے وہ ٹھکرائے گئے۔ یہ دین اور یہ کتاب تو اس لیے نازل کی گئی تھی کہ:

﴿وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ ''اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

یہ کتاب اور یہ میزان اس لیے دیے گئے تھے کہ تم عدل وقسط پر قائم ہو۔ تاکہ جس کا جو حق ہے وہ اس کو ملے اور اپنے حق سے کوئی زیادہ نہ لے سکے۔ اگر یہ نظام عدل و قسط قائم نہیں ہے تو اس کو قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرو اور پھر بھی اگر رکاوٹ پیش آرہی ہے تو فرمایا:

﴿وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝﴾ (الحدید:25) ''اور ہم نے لوہا بھی اُتارا ہے' اس میں شدید جنگی صلاحیت ہے اور لوگوں کے لیے دوسری منفعتیں بھی ہیں۔ اور تاکہ اللہ جان لے کہ کون مدد کرتا ہے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی غیب میں ہونے کے باوجود۔ یقیناً اللہ بہت قوت والا' بہت زبردست ہے۔''

لوہے سے تلوار بھی بنتی ہے، اسی سے زرہ بھی بنتی ہے، اسی سے ڈھال بھی بنتی ہے۔ آج کل ٹینک اور میزائیل وغیرہ اسی لوہے سے ہی بنتے ہیں۔ جن کے بل بوتے پر آج کی کفریہ طاقتیں سپر پاور بن چکی ہیں اور اپنی پالیسیاں مسلم ممالک پر مسلط کر رہی ہیں۔ حالانکہ یہ حکم مسلمانوں کو دیا گیا تھا کہ:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال:60) ''اور تیار رکھو ان کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے (تاکہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو''

اللہ چاہے تو خود اپنے دین کو ساری دنیا پر غالب کر دے مگر وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون ایمان کے دعوے میں سچا ہے۔ لہٰذا جو سچا مومن ہو گا وہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے گا۔ اسی لیے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝﴾ (الصف:4) ''اللہ کو تو محبوب ہیں وہ بندے جو اُس کی راہ میں صفیں باندھ کر قتال کرتے ہیں جیسے کہ وہ سیسہ پلائی دیوار ہوں۔''

معلوم ہوا کہ ایک بندۂ مومن کا سب سے اعلیٰ و ارفع کردار یہ ہے اور اسی لیے یہ دین نازل کیا گیا۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝﴾ (الصف:9) ''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر اور خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو!''

اللہ کے دین کے مقابلے میں کوئی اور نظام مسلط کر دینا اللہ کی حاکمیت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔ اصل شرک یہی ہے اور مشرکوں کے حلق سے یہ بات آسانی سے اُترنے والی نہیں ہے کہ ان کے باطل نظام کو ختم کر کے اللہ کا دین قائم کر دیا جائے۔ لہٰذا ان کو یہ بات زبردستی منوانی پڑے گی اور وہ کیسے ہو گا۔ فرمایا:

''اے ایمان کے دعوے دارو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دلا دے؟ (وہ یہ کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو'' (الصف:10)

انسان کے لیے اصل اور حتمی کامیابی یہ ہے کہ وہ آخرت کے بڑے عذاب سے بچ جائے جو کہ دائمی ہے۔ جو اس بڑے عذاب سے بچ گیا اصل کامیابی اسی کی ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ دنیا کی اس زندگی میں اللہ کا دین قائم و غالب کرنے کے لیے اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں لگایا جائے۔ جب یہ دین قائم ہو گا تو ہر طرح کا ظلم واستحصال چاہے وہ سماجی ہو، معاشی یا سیاسی وہ ختم ہو جائے گا۔ جب ایران پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تو ایرانیوں نے پوچھا: اے اہل عرب! تمہیں کیا ہو گیا ہے، پہلے بھی تم آتے تھے، لوٹ مار کر کے چلے جاتے تھے لیکن اب تم واپس نہیں جا رہے۔ جواب دیا گیا: پہلے ہم خود آتے تھے لیکن اب ہمیں بھیجا گیا ہے تاکہ لوگوں کو جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کے نور کی طرف لے آئیں اور جو لوگ بادشاہ کے ظلم واستحصال کی چکی میں پس رہے ہیں انہیں وہاں سے نکال کر اسلام کے نظام عدل اجتماعی میں لے آئیں۔ اسلام کا نظام عدل اجتماعی وہ نظام ہے کہ جس میں امیر اور غریب، حاکم اور عام شہری کے لیے ایک جیسا قانون ہے اور کسی بھی لحاظ سے کسی کی کسی پر کوئی برتری نہیں۔ ایران کے گورنر سعد ابن ابی وقاصؓ نے ایک ڈیوڑھی بنالی تھی اور اس میں دربان رکھا تاکہ ملاقاتی اور سائل وقت لے کر آئیں۔ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے فوراً اسے ہٹانے کا حکم دیا۔ اسی طرح ایک بڑھیا راستے میں حضرت عمرؓ کو روک کر ٹوک دیتی ہے کہ جس حق مہر پر پابندی اللہ نے عائد نہیں کی تم کون ہوتے ہو وہ پابندی عائد کرنے والے۔ حضرت عمرؓ نے فوراً رجوع کیا اور فرمایا: آج ایک بڑھیا نے عمر کو دین سکھا دیا۔ یہ تھا اسلام کا نظام عدل اجتماعی جہاں سماجی لحاظ سے سب برابر تھے۔ حضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: ''لوگو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اسی طرح کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔ تمام انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے''۔

اسلام کے اس نظام عدل اجتماعی کی فضیلت اور برکات کا اعتراف کیے بغیر دشمنان اسلام بھی نہ رہ سکے۔ ایچ جی ویلز نے لکھا:

''اگرچہ انسانی حریت، اخوت اور مساوات کے وعظ تو دنیا میں پہلے بھی بہت سے کیے گئے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان چیزوں کے بارے میں مسیح ناصری کے ہاں بھی بہت سے مواعظ حسنہ ملتے ہیں، لیکن یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ یہ صرف محمد عربی ﷺ تھے جنہوں نے تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ بالفعل ایک باضابطہ معاشرہ انہی اصولوں پر قائم کر کے دکھایا''

اسلام کا نظام عدل اجتماعی دنیا کا واحد ایسا نظام ہے جو سیاسی، معاشرتی، معاشی گویا ہر سطح پر عدل وانصاف کی ضمانت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نظام کو قائم و غالب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ❀❀❀

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی

2 حکومتِ الٰہی

4	عقلِ خود بیں غافل از بہبودِ غیر	سُودِ خود بیند نہ بیند سُودِ غیر

عقل اپنے وجود کی حفاظت اور فائدہ سوچتی ہے نہ کہ دوسروں کا فائدہ۔ وہ صرف اپنی ذات کی منفعت پر نگاہ رکھتی ہے نہ کہ دوسرے (انسانوں) کی بہبود کا

5	وحیِ حق بینندۂ سودِ ہمہ	در نگاہش سُود و بہبود ہمہ

خالق کائنات کی طرف سے اُتارے ہوئے ضابطے (وحی حق) تمام خلق خدا کا فائدہ پیش نظر رکھتے ہیں اس کے سامنے تمام انسانوں کی برابری کی بنیاد پر بھلائی اور بہبود ہوتی ہے

6	عادل اندر صلح و ہم اندر مصاف	وصل و فصلش لَایرَاعِی لَایَخاف

(خدابےزار اور وحی دشمن سیکولر ذہن کیا جانے) آسمانی ہدایت انسانی معاملات میں صلح میں عادل ہوتی ہے اور حالت جنگ میں فریق مخالف کے ساتھ عدل و قسط کا حکم دیتی ہے اور دوستی و دشمنی کی رو رعایت اور کسی سے خائف ہونے سے مبرّا ہوتی ہے

7	غیرِ حق چوں ناہی و آمر شود	زور ور بر ناتواں قاہر شود

(خلافت آدم کے تصوّر کے خلاف جب سیکولر ذہن) حاکم بن کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے تو مقتدر طبقہ مخالف طبقات پر ظلم اور ناانصافی کرتا ہے

4۔ انسان (ابن آدم) جب کبھی آسمانی ہدایت اور وحی کو چھوڑ کر آزادروی کا طریقہ اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے انفرادی معاملات اور اجتماعی معاملات میں عقل سے کام لیتا ہے۔ عقل انسانی اپنی تمام تر خوبیوں کے باوصف 'وحی ربانی' کے مقابلے میں بڑی محدود ہے اور صرف اپنا فائدہ سوچتی ہے۔ عقل انسانی پر انحصار کریں گے تو اجتماعی سطح پر جو طبقہ بھی مقتدر ہوگا وہ اپنی حفاظت اور اپنے اقتدار کے منصوبے ہی بنائے گا اور عقل اس 'مہم' میں ایک اچھے وکیل (فیس لے کر دوسرے کے حق میں دلائل دینے والا) کا کردار ادا کرے گی وہ اپنا (اپنے موکل طبقے کا) مفاد سامنے رکھے گی، محکوم طبقات اور عوامی طبقات کا مفاد پیش نظر نہیں رہے گا۔ ایک طبقہ وقت گزرنے کے ساتھ زوال پذیر ہوگا تو دوسرا طبقہ آکر اپنے مفادات کے لیے کام کرے گا یوں عوام ظلم و جبر کے نظام میں پستے رہیں گے۔

5۔ آسمانی ہدایت یا وحیِ ربانی چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ہوتی) ہے اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا خالق ہے اور خالق کو مخلوق سے ماں سے بھی زیادہ گہری محبت ہوتی ہے لہٰذا خالق کائنات اپنے پیغمبروں کے ذریعے جو ہدایت انسانوں (ابن آدم) کے نام بھیجتا رہا ہے اور آخری ہدایت نامہ قرآن مجید دنیا میں اپنی اصلی شکل میں آج بھی موجود ہے یہ ہدایت ہی سب انسانوں کی بہبود پر نظر رکھتی ہے۔ ایک طبقہ کی اپنی عقل سے تجویز کردہ کسی نظام کے مقابلے میں وحی آسمانی تمام مخلوقات کی بہبود اور فائدہ پر نگاہ رکھتی ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ 'وحی' واحد موجود مکمل نظام زندگی ہے جو خداشناس، رسولؐ شناس، انسان دوست، اخلاق دوست، علم دوست، ماحول دوست اور حیوان دوست ہوتا ہے۔

6۔ سیکولرازم کے حامی، سیکولر طبقات اور سیکولر مغربی ذہن اس بات کا تصور بھی نہیں کرسکتا کہ وحی ربانی کے تحت آنے والے نظامِ خلافت میں تفصیلی احکام اور ضابطے سیکولر طرز حکومت کے احکام اور ضابطوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ نظامِ خلافت میں حکمران سے توقع بھی ہے اور اسے امام عادل کہا جاتا ہے اور عادل انسان اپنے دشمن سے بھی انصاف کرتا ہے معمول کی زندگی کے احوال ہوں یا جنگ کی کیفیت عادل انسان ہر حال میں انصاف کرتا ہے۔ نظامِ خلافت ایسے عادل انسانوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے نظام خلافت کی دوستی دشمنی اور صلح جنگ، عدل وانصاف کے بنیادی تقاضوں پر قائم ہوتی ہے اور کسی قسم کی رو رعایت اور خوف سے پاک ہوتی ہے۔

7۔ خدابےزار اور وحی دشمن سیکولر قوتیں جب کسی علاقے میں حکومت اور اقتدار میں آجاتی ہیں اور 'حکم دینے' کے منصب پر براجمان ہوجاتی ہے تو اس سیکولر نظام کو چلانے والے لوگ جب قانون سازی کر کے کچھ اقدار سے روکتے اور کچھ اقدار کو فروغ دیتے ہیں تو وہ MAN-MADE انداز حکومت طاقتور کے حق میں ہوتا ہے اور ناتواں کے خلاف ہوتا ہے۔ یہ نظام معاشرے کو جابر اور مجبور میں تقسیم کر دیتا ہے۔ (اللہ کی پناہ ایسے ہر MAN-MADE بے ہودہ نظامِ حیات سے، آمین)

> گریز از طرزِ جمہوری، غلامِ پختہ کارے شو
> کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانے نمی آید
>
> (جمہوری طرز کے بجائے کسی ایک پختہ کار انسان کی پیروی کرو کہ دوسو گدھوں کے دماغ سے ایک انسان کی فکر بھی حاصل نہیں ہوتی) علامہ اقبال

ٹرمپ کا سعودی عرب کے حوالے سے بیان سعودی عرب کی سی پیک منصوبے میں شمولیت اور تیل کی قیمتیں بڑھانے کا ردّعمل ہے: ایوب بیگ مرزا

ترکی اور پاکستان سعودی عرب کی حفاظت کر سکتے ہیں مگر سعودی شاہ امریکہ کے متبادل کے طور پر ان کی طرف نہیں دیکھیں گے کیونکہ سعودی شاہ امریکہ اور مغرب کو خوش رکھنا چاہتے ہیں: رضاء الحق

کیا سعودی حکومت امریکی مدد کے بغیر چل سکتی ہے؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام " زمانہ گواہ ہے " میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: امریکی صدر ٹرمپ نے سعودی بادشاہت کے حوالہ سے حال ہی میں بیان دیا کہ سعودی عرب کی بادشاہت ہماری امداد کے بغیر بیس دن نہیں نکال سکتی۔ کیا امریکی صدر کا یہ بیان سنجیدہ ہے یا غیر سنجیدہ؟

ایوب بیگ مرزا: جب سے ٹرمپ امریکہ کا صدر بنا ہے تو اس کے بارے میں دنیا میں یہی مشہور ہے یہ شخص ایک غیر سنجیدہ بلکہ بے ہودہ مزاج رکھنے والا اور اس بیہودگی کا اظہار کرنے میں کسی قسم کی جھجک نہ محسوس کرنے والا انسان ہے۔ پاکستان میں کچھ لوگ تو اسے صدر نہیں بھانڈ کہتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ اداکاری کر رہا ہے۔ وہ ایسے کام کر رہا ہے جو امریکہ کے حوالے سے شاید شائستگی سے کیے ہی نہیں جا سکتے۔ یعنی اس کے لیے کسی ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو منہ پھٹ ہو اور جسے کسی کا لحاظ نہ ہو۔ اس نے ایک چیز کو فوکس کیا ہوا ہے کہ امریکہ کی معیشت کو مستحکم کرنا ہے لیکن اس کے لیے وہ ہر قدم غیر سنجیدگی کے انداز سے اُٹھاتا ہے۔ دنیا میں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اصل قوت مادی دولت ہے اور عسکری قوت اقتصادی قوت کی محتاج ہے۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹرمپ چاہتا ہے کہ امریکہ ٹاپ پر ہو اور باقی دنیا جائے جہنم میں۔ اس پالیسی پر عمل کرتے ہوئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس کے آنے کے بعد امریکہ کی اکانومی مضبوط ہوئی جو پہلے بہت بری طرح زوال پذیر تھی۔ کیونکہ اس نے دھمکیاں دے دے کر اپنا اسلحہ بیچا ہے۔ سعودی عرب، قطر اور انڈیا کو اس نے اس انداز سے اسلحہ دیا ہے گویا خود صدا لگا رہا ہو کہ ہم سے اسلحہ خریدو اور ہمیں پیسے دو۔ یعنی اس کی ہر بات اکانومی کی بہتری کے لیے ہوتی ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہو کہ وہ مسخرا نہیں ہے بلکہ وہ مسخرے پن کی اداکاری کرتا ہے اور اس اداکاری سے اپنے مفادات حاصل کرتا ہے۔ سعودی عرب کے حوالے سے حالیہ دنوں میں جو اس نے بیان دیا ہے اس کی وجہ سعودی عرب کے کچھ ایسے اقدام ہیں جو اسے ناگوار گزرے ہیں۔ مثلاً تیل کی قیمتیں بڑھانا اور پاکستان کی دعوت پر سی پیک میں شامل ہونا وغیرہ۔ اسی ناگواری میں اس نے اسی بدتمیزی کے انداز میں یہ بیان دیا ہے۔ تاہم میری رائے میں اس نے جو کہا ہے اس میں کافی حد تک صداقت بھی ہے۔ کیونکہ اگر امریکہ سعودی عرب کی تائید نہ کرے یا مخالفت پر اتر آئے تو سعودی حکومت کے لیے چلنا بہت مشکل ہو سکتا ہے۔ اسی لیے تو ٹرمپ نے سعودی حکام کے منہ پر یہ بات دے ماری ہے۔ کیونکہ امریکی چاہتے یہی ہیں کہ سعودی عرب مکمل طور پر ان کے مفاد کے مطابق چلے ورگرنہ ان کو ایسی حکومت کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو امریکی مفاد کے تابع نہ ہو۔

سوال: ٹرمپ کی تقریر میں چین اور دوسرے ممالک پر طنز تھا لیکن ردعمل صرف سعودی عرب نے دیا۔ باقی ممالک کیوں خاموش رہے؟

رضاء الحق: میری رائے میں سعودی عرب نے حماقت کی اور باقی ممالک ذرا سوچ سمجھ کر فیصلے کرتے ہیں۔ عام طور پر جب قیادتیں نوجوانوں کے ہاتھ میں آتی ہیں تو پھر حماقت کے انداز میں ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ دنیا کے دوسرے ممالک کو امریکی صدور مختلف مواقع پر دھمکیاں دیتے رہے ہیں۔ البتہ ٹرمپ ایک دوسرے انداز میں دیتا ہے۔ کیونکہ ٹرمپ ایڈمنسٹریشن اسی مقصد کے لیے ہی انسٹال کی گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹرمپ ایک فنکار ہے لیکن وہ ایک ذہنی مریض بھی ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو امریکی macho man ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ٹرمپ ایڈمنسٹریشن امریکہ فرسٹ کے اوپر کام کر رہی ہے لیکن اکنامک indicators اس سے متضاد نتائج دے رہے ہیں۔ دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ قرضہ امریکہ پر ہے۔ امریکہ میں بے روزگاری بڑھی ہے کم نہیں ہوئی۔ کیونکہ جب آپ مختلف ممالک کے ساتھ اپنے تجارتی تعلقات خراب کرتے ہیں تو وہ آپ کو فائدہ نہیں دیتے۔ capitalist economy میں بھی وہ آپ کو نقصان ہی دیتے ہیں۔ ایسے رویے کا ذاتی فائدہ تو ہو سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں صرف ٹرمپ ہی ایک ایسا بزنس مین نہیں ہے بلکہ بہت سارے بزنس مین ہیں جو اسی رویے کے ساتھ کامیاب ہوئے ہیں۔ لیکن ایسا رویہ مملکت کے لیے counterproductive ہوتا ہے۔ اسی لیے آئی ایم ایف کا ابھی بیان آیا ہے کہ چائنہ اور امریکہ کے درمیان تجارت دونوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ دوسرے ممالک نے ٹرمپ کی تقریر پر ردعمل اس لیے نہیں دیا کیونکہ وہ ڈپلومیسی جانتے ہیں۔ لیکن محمد بن سلمان کے اندر جلد بازی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں بہت جلد چیزوں کو تبدیل کروں۔ یعنی گرم خون ہے جو جوش میں آتا ہے۔ جبکہ

ڈپلومیسی کے ساتھ بھی جنگ لڑی جاسکتی ہے۔لیکن سعودی عرب اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ براہ راست ایسا کر سکے کیونکہ اسے علاقائی خطرات بہت زیادہ ہیں۔

سوال: ٹرمپ کو ایسا بیان دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کی سعودی عرب کے لیے کھلم کھلا دھمکی تھی اور میں اس کے اثرات بھی دیکھ رہا ہوں کہ سعودی عرب پہلے جارحانہ انداز سے پاکستان کی طرف بڑھا تھا اور دس ملین ڈالر پاکستان کو دینے کا اعلان کیا تھا لیکن اب اس معاملے میں کچھ دب گیا ہے۔یعنی ابھی عملی طور پر کوئی اقدام نہیں کیا۔ٹرمپ نے پریشر ڈالا ہے کہ اب ریٹ زیادہ کرنے ہوں گے اور آپ کو ہمارے مفادات کے تابع رہ کر کام کرنا چاہیے۔یعنی اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر ایسے اقدامات کرو گے تو ہم پھر مخالفانہ رویہ اختیار کریں گے۔محمد بن سلمان نے جس انداز میں جواب دیا ہے وہ دراصل اپنا اعتماد ظاہر کرنے کا ایک انداز ہے کہ سعودی عرب دو ہزار سال سے قائم ہے، اس کو کوئی ختم نہیں کرسکتا وغیرہ۔اس میں اس نے اپنے آپ کو تسلی دی ہے۔

سوال: کیا سعودی بادشاہت امریکی تائید کے بغیر چل سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میرے خیال میں یہ واقعتاً بہت مشکل ہے۔کیونکہ وہاں کے عوام سیاسی لحاظ سے اتنے باشعور نہیں ہیں، وہ حکومتی معاملات سے اتنا زیادہ تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ سر جھکا کر چلنے والے لوگ ہیں۔وہاں بادشاہ کو اپنی حکومت قائم رکھنے کے لیے قبائلی سرداروں اور فوج کی حمایت کی ضرورت ہے۔اگر امریکہ اپنی تائید ختم کر کے ان سرداروں کو ان کے خلاف کھڑا کر دے گا جو اس وجہ سے خاموش ہیں کہ اس حکومت کو امریکہ کی حمایت حاصل ہے اور امریکہ کی فوج یہاں موجود ہے، تو وہ پھر خاموش نہیں رہیں گے۔جس کے نتیجے میں وہ حکومت چل نہیں سکے گی۔

رضاء الحق: سعودی حکومت کو ختم کرنے کے لیے امریکہ خاص وقت کا انتظار کرے گا۔امریکہ میں یہودی لابی، اسرائیل اور نیوکنزرویٹو جب فیصلہ کریں گے کہ اب امریکہ کو ڈبونے کا وقت آچکا ہے تو پھر وہ سعودی عرب کے ساتھ اس کے تعلقات منقطع کریں گے۔کیونکہ امریکہ کی اکانومی اس کے ہتھیاروں کی فروخت پر منحصر ہے اور اس کے ہتھیار سب سے زیادہ مڈل ایسٹ میں خریدے جاتے ہیں۔اگر امریکہ سعودی عرب کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے اثرات پورے مڈل ایسٹ میں اس کے تعلقات پر پڑیں گے۔اگر ہتھیاروں کی خرید بند ہو جائے گی تو امریکہ کی اکانومی ایک دم نیچے جائے گی۔

سوال: گریٹر اسرائیل کے نقشے میں سعودی عرب کا معتد بہ علاقہ شامل ہے۔امریکہ اسرائیل کو سپورٹ کر رہا ہے۔کیا سعودی حکمرانوں کو یہ چیز نظر نہیں آتی کہ یہاں کی پوری صورت حال کا فائدہ کون اٹھا رہا ہے؟

> سعودی عرب اور امریکہ کا آپس میں تعلق ایسا ہے جیسے بکرے اور قصاب کا ہوتا ہے کہ قصاب کب مناسب سمجھتا ہے کہ اس کو ذبح کر دیا جائے۔

ایوب بیگ مرزا: سعودی عرب اور امریکہ کا آپس میں تعلق ایسا ہے جیسے بکرے اور قصاب کا ہوتا ہے کہ قصاب کب مناسب سمجھتا ہے کہ اس کو ذبح کر دیا جائے۔امریکہ سعودی عرب کی حفاظت اس وقت تک کرے گا جب تک اسے اس کی ضرورت ہوگی اور اس کے بعد بدل جائے۔جب وہ سمجھے گا کہ اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔یعنی جب اسرائیل مڈل ایسٹ میں اتنی قوت حاصل کرلے گا کہ وہ خطہ کو کنٹرول کر سکے تو اس کے بعد امریکہ خود بخود سعودی عرب کی دوستی سے پیچھے ہٹ جائے گا۔

سوال: کیا سعودی عرب کو گریٹر اسرائیل کے صیہونی منصوبہ کے پیش نظر مسلم ممالک سے مدد نہیں حاصل کرنی چاہیے؟

رضاء الحق: سعودی عرب بالخصوص مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے اس وقت مسلم ممالک میں سے پاکستان اور ترکی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس ایسی فوج ہے جو دفاع کی صلاحیت رکھتی ہے۔لیکن المیہ یہ ہے کہ ٹرمپ کو گریٹر اسرائیل کے تکمیلی مرحلہ میں لایا گیا ہے۔دوسری طرف سعودی ولی عہد محمد بن سلمان مغربی کلچر سے بہت زیادہ مرعوب اور اس کے اندر ڈھلے ہوئے ہیں۔لہٰذا وہ ان چیزوں کو اس نقطۂ نظر سے نہیں دیکھ رہے کہ آنے والے وقت میں ہمارے لیے کیا مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔میرے خیال میں ان کو امریکہ کے متبادل کے طور پر دیگر ممالک خصوصاً مسلم ممالک کی طرف دیکھنا چاہیے۔لیکن وہ دیکھیں گے نہیں کیونکہ وہ مغرب کو راضی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: اصل میں جب کوئی انسان یا گروہ یا کوئی جماعت اپنی خواہشات کی اسیر ہو جاتی ہے تو پھر وہ اپنے سارے مفادات کو تج کر کے اپنے آج کے بارے میں سوچتی ہے کہ میرا آج محفوظ ہو جائے کل جائے جہنم میں۔جب یہ نقطۂ نظر بن جائے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے جو آج مسلم ممالک میں ہو رہا ہے کہ کوئی منصوبہ بندی نہیں ہو رہی کہ آئندہ نسلوں کو امریکہ اور اسرائیل کے عزائم سے کیسے بچایا جاسکتا ہے۔میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ساٹھ ستر کی دہائی میں جب امریکہ اسلامی ممالک کو نواز رہا تھا اور مجاہدین کی وائٹ ہاؤس میں دعوتیں کر رہا تھا تو اس وقت بھی امریکہ کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ آئندہ ایک دور میں ان کے ساتھ میں نے کیا کرنا ہے۔دشمن کے ساتھ مستقبل کی سوچ اپنانی پڑتی ہے۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے مسلم حکمرانوں کی سوچ آج کی سوچ بنی ہوئی ہے کہ میں کسی طرح امریکہ اور مغرب کو راضی کرلوں تاکہ میری حکومت بچ جائے۔

سوال: ٹرمپ کے اس بیان کے بعد مسلم حکمرانوں کو کیا پالیسی اختیار کرنی چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: میری ذاتی رائے میں تدریج اختیار کرنی چاہیے۔مثال کے طور پر سعودی عرب یہ سمجھتا ہے کہ مجھے آج امریکی تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے تو سب سے پہلے اسے یہ کرنا چاہیے کہ وہاں موجود امریکی فوج کو تدریجاً نکالنا شروع کر دے۔کیونکہ جب تک امریکی فوج وہاں موجود ہے امریکی مفاد کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جاسکتا۔

سوال: کیا وہ امت مسلمہ میں اتحاد کے لیے کوشش نہیں کر سکتے؟

ایوب بیگ مرزا دراصل دنیا میں اس وقت جس کا تسلط ہے اس کی راہ پر چلنا پڑتا ہے۔پہلے اس تسلط کو کم کرنا پڑے گا۔جب تک وہ تسلط اور جبر ہے تو مسلم ممالک میں اتحاد قائم نہیں ہوسکتا۔سعودی عرب اگر کوشش کرے گا بھی

تو ایران کو اس کی راہ میں رکاوٹ بنا دیا جائے گا۔

سوال: کیا سعودی عرب کو امریکہ سے چھٹکارے کے لیے سوچنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل! صرف امریکہ ہی نہیں بلکہ یورپ کے تسلط کو بھی ختم کرنا ہوگا۔ لیکن یہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ کہنا جتنا آسان ہے، کرنا اتنا ہی مشکل ہے اور اگر اس کی کوشش کر بھی لی جائے تو امریکہ اور یورپ کے تسلط کو ختم کرنے میں بہت وقت لگے گا۔ جبکہ زمینی حقائق کو سامنے رکھیں تو فی الحال یہ ہوتا نظر نہیں آتا۔

رضاء الحق: ہماری یہ خواہش تو ہے لیکن جو ہونا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء سے ہو کر رہنا ہے اور اس میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ عربوں کی ہلاکت ہو کر رہنی ہے۔ کیونکہ احادیث میں پیشن گوئیاں موجود ہیں۔ اس کے اسباب ان کے یہی غلط فیصلے ہوں گے۔ لیکن پھر ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں کا دوبارہ عروج آئے گا۔ کیونکہ اسلامی ممالک میں ایسے لوگ ہیں جو اللہ کا دین نافذ کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

سوال: گریٹر اسرائیل کے قیام میں کتنا عرصہ رہتا ہے اور اس کے راستے میں حائل رکاوٹیں کون کون سی رہ گئیں ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: گریٹر اسرائیل کے راستے میں نوے فیصد رکاوٹیں دور ہو چکی ہیں۔ یعنی انہوں نے ایک بنیاد بنادی ہے اور ان کی تیاری ہو چکی ہے۔ اگرچہ پاکستان چھوٹا اور پسماندہ ملک ہے لیکن الحمدللہ ایک ایٹمی ملک ہے۔ مغرب ہو یا یہودی ہوں یہ اپنی جان، اپنی ریاست کے حوالے سے کوئی خطرہ مول نہیں لیتے بلکہ بڑے محفوظ طریقے ڈھونڈتے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی اقدام کرنا ہو تو اس کے لیے پہلے مکمل تیاری کرتے ہیں۔ کسی امریکی سے کسی نے پوچھا کہ آپ افغانستان میں جنگ کیوں ہار رہے ہیں، اور ان لوگوں سے ہار رہے ہیں کہ جن کے پاس ہتھیار نہیں ہیں؟ تو اس امریکی نے کہا کہ difference is this because they want to die and we want to live (فرق یہ ہے کہ وہ مرنا چاہتے ہیں جبکہ ہم جینا چاہتے ہیں) یعنی امریکی چاہتے یہ ہیں کہ ہمیں کوئی نقصان نہ ہو اور ہمارے تمام ایجنڈے کی تکمیل بھی ہو جائے۔ میری ذاتی رائے میں ان کے راستے میں بڑی معمولی سی رکاوٹ رہ گئی ہے اور وہ ہے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت۔ ہو سکتا ہے شاید وہ اس کا بھی کوئی بندوبست کر دیں لیکن ایسے کھلے عام وہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔ پہلے وہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو ناکارہ بنانے کی کوشش کریں گے تب وہ اعلانیہ اور کھلے طور پر گریٹر اسرائیل کی طرف بڑھیں گے۔ بن گوریان نے 67ء میں کہا تھا کہ ہمیں اب صرف پاکستان سے خطرہ ہے۔ حالانکہ اس وقت پاکستان ایٹمی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔ بہر حال وہ ہماری طرح ایسے آنکھیں بند کر کے کنویں میں چھلانگ نہیں لگائیں گے۔ بلکہ تمام رکاوٹوں کو زمین بوس کریں گے۔ اگر وہ دیر لگائیں گے تو شاید ہمارے اندر بھی کوئی ایسی شے پیدا ہو جائے جس کے ذریعے جوابی کارروائی کر کے انہیں روکا جا سکے۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بقیہ: کارِ تریاقی

اب آگاہی کی تمنا بھی جرم ہوگئی؟

اسی دوران ذہنی صحت کا عالمی دن بھی آیا۔ آج کی دنیا ذہنی صحت کے حوالے سے ابتری کی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔ دور کیا جانا عالمی چودھری، ٹرمپ کو دیکھ لیجیے۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا! مغرب سمیت دنیا بھر کے ترقی یافتہ ترین، صنعتی ممالک میں بھی انسان تشویش ناک حد تک ذہنی امراض کا لقمہ تر ہے۔ محدود دائرے میں روبوٹ کی طرح کارکردگی دکھانے والا انسان، ذاتی زندگی میں حد درجہ تنہا، تشنہ، کھوکھلا، بے جہت ہے۔ ڈیپریشن، اضطراب، ذہنی دباؤ، ہیجانی کیفیات، خودکشی کے رجحانات اور اس سے نکلنے کے چکر میں منشیات کی دلدل میں پھنسا بیٹھا ہے۔ پیسہ، تعیشات، مادیت، مادہ پرستی کے جان گسل مقابلوں نے انسان کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ جنہیں دنیا کی رہنمائی کا دعویٰ ہے ان کا پورا تصورِ زندگی، تہذیب دیوانگی کی علامات لیے ہوئے ہے۔ انسانی فطرت کی نفی نے انہیں پاگل کر رکھا ہے۔ ان کی تہذیب پر کتے، بلے، بندر غالب ہیں۔ گود میں، پہلو میں انسان، اولاد، رفیق کی جگہ جانور۔ جنس بدلنے کے لیے بے پناہ وسائل کھپا کر تکلیف اٹھا کر آپریشن در آپریشن کروانے والی بہت بڑی تعداد۔ جزوقتی طور پر کتے، بندر کے ملبوس اور پٹے پہن کر رہنا، انہی کی طرح، انہی کی خوراک کھانا اور اسے باعث راحت قرار دینا۔ برہنگی کو نارمل سمجھنا۔ خواتین کی تصاویر دنیا بھر کے میڈیا پر اول جلول حلیوں میں (لباس شروع ہی شانوں سے نیچے ہو) دیوانگی ہی کی علامات ہیں سب۔ پورے لباس میں ملبوس مہذب شائستہ مسلمان عورت کو دیکھ کر پتنگے لگ جانا، کف آلود ہو جانا بھنوئیں اوپر چڑھ جانا، دم گھٹ جانا، سب ماؤف ذہنی صحت کا اظہار یہ ہیں۔ اپنے بوڑھے والدین اولڈ ہومز میں پھینک کر زندگی کی خوشیاں تلاش کرنا۔ نکاح ختم کر کے حیوانی درجے میں رنگ برنگے جوڑ آزماتے زندگی گلا دینا۔ بچے ولدیت سے محروم۔ ماں کی مامتا، ننھیال، ددھیال کے تمام رشتوں کی گرمائش اور شفقت سے محروم رکھ کر ترقی کے راگ الاپنا۔ کالی سکرینوں پر فحش کاریوں، رقص و موسیقی کی دیوانگی کو ترقی کا عنوان دینا۔ واقعی دنیا پاگل ہو چکی ہے۔ ہر دن ذہنی صحت کا دن ہو تو کم ہے۔ جدیدیت کے عنوان سے دنیا تہذیبی اعتبار سے تباہی کے تاریک غاروں میں جا گھسی ہے۔ فطرت سے فرار، خالق کا انکار، روحِ انسانی کی پیاس اسے مارے ڈال رہی ہے۔ علاج ہمارے پاس تھا۔ مگر ہم خود؟

شاد باد اے مرگ، عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے!

دنیا پر چہار جانب سے عذابوں کے لامنتہا کوڑے برس رہے ہیں۔ کور چشمی اسے صرف سائنسی نگاہ سے دیکھ کر جھٹک دیتی ہے، حقائق کا سامنا کرنا نہیں چاہتی۔ اپنے ہاتھوں کا بویا کاٹ رہے ہیں۔ اسے اندھا دھند صنعتی پھیلاؤ اور عدم احتیاط کی بنا پر گلوبل وارمنگ کا نام دے لیں، یا گناہوں کے بھڑ بھڑاتے شعلوں کی تپش کہنا چاہیں۔ بڑی طاقتیں اس کی لپیٹ میں ہیں۔ بغداد پر ایک دن میں 600 کروز میزائل (2003ء) برسانے والے اور یہی سب قبل ازیں و مابعد افغانستان، شام پر آزمانے والے اب پے درپے ناگہانی شدید ترین طوفانوں کی لپیٹ میں ہیں۔ یکے بعد دیگرے، پوری آبادیاں انخلا پر مجبور، لاکھوں دربدر، ذہنی صحت مزید دباؤ کا شکار، معیشت پر بے پناہ بوجھ۔ اسے مکافاتِ عمل بھی کہتے ہیں۔ ہر جگہ اپنے ہاتھوں کا بویا کاٹ رہے ہیں۔

یہ دنیا امن کا گہوارہ ہوتی
اگر رہبر بڑا شیطاں نہ ہوتا!

نہ ایسے پلٹے گی تیری قسمت......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

قومی معیشت زلزلوں کی زد میں ہے۔ اچانک ڈالر کا سرِ پُرغرور مزید آسمانوں کو چھونے لگا۔ حسب توقع فرماتے ہیں: ''مہنگائی ہمارا قصور نہیں، معیشت بحالی کے لیے سخت فیصلے کیے۔'' وزیر اطلاعات کی صفائیاں! دھرنوں کی گھن گرج، ایمپائر کی انگلی پر نظریں جمانا آسان اور آسودہ تھا (ملکی معیشت کو خساروں میں ڈالنے میں طویل دھرنوں کا بھی پورا پورا حصہ ہے)۔ جب عملاً اس کرسی پر آن بیٹھے اور ایمپائر انگلی ہلانے کی بجائے ریڈ کارڈ تھامے بیٹھا ہو (ہر سویلین حکومت کے لیے) تو کہانی کا پیرا یہ بدل جاتا ہے۔ اب ڈالر روپے، آٹے دال کا بھاؤ پتہ چل گیا۔ اسد عمر، آئی ایم ایف کی مینجنگ ڈائریکٹر کرسٹین لگارڈے سے ملاقات کرتے دکھائے گئے ہیں۔ ان سے مصافحے کی بدن بولی ہانکے پکارے بہت کچھ کہہ رہی ہے: آ گئے ہو؟ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا اتنی بڑھکیں کیوں ماری تھیں؟ بس جی نہ پوچھیں! کوئی راستہ نکالیں، ہم تو پھنس گئے ہیں! پھر خوش ہو کر کرسٹین نے کہا: ''ہم پاکستان کے ساتھ اشتراک کے تسلسل کے لیے چشم براہ ہیں۔''

اب ذرا پلٹ کر قوم کا حال پوچھ لیں، گیس بجلی کی قیمت بڑھانے پر مہنگائی کے طوفان کا سامنا ہے۔ پہلا حملہ ہی غریب مزدور کی روٹی (تندور کی گیس) پر ہے۔ ٹرانسپورٹ بھی (سی این جی کی بنا پر) تمام اشیائے صرف اور بس ویگنیں استعمال کرنے والے طبقے ہی پر بجلی گرائے گی۔ اس کے باوجود اسد عمر تسلی دے رہے ہیں کہ بوجھ صرف مال داروں پر ڈالا جائے گا۔ یہ وہی پرانا، بہت ہی پرانا مشروب، نئی بوتل میں ہے۔ ورلڈ بینک نے (یہ بوجھ عوام پر منتقل کرنے پر) تھپکی دی۔ شاباش دیتے ہوئے اسے بھی ناکافی قرار دیا۔ یعنی ڈو مور۔ آپ میزائل، ڈرون ڈو مور سے نکلے تو گیس بجلی بم گرائے جانے لگے۔

ملک میں افراتفری کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے۔ عوام کو زیروزبر کر دو۔ سیاست دانوں، اپوزیشن کو اپنی اپنی ڈال دو۔ مقدموں، نیب، احتساب عدالتوں کے کوڑے برس رہے ہیں۔ جب لوگوں کے گھروں کے بجٹ درہم برہم ہو رہے ہیں، اپوزیشن اپنی افتاد سے نمٹ رہی ہے، عوام کے حق، یا حکمرانوں کی کارکردگی پر متوجہ ہونے، متحد و متفق ہونے، تنقید کی فرصت بھی نہیں پا رہی۔ وفاقی وزیر علی زیدی نے فرمایا: ''قوم مشکلات پر صبر کرے، آگے بہت اچھا وقت ہے۔'' یہی تسلی وزیراعظم نے بھی دی۔ تاہم یہ نہیں بتایا، کس کا اچھا وقت آنے والا ہے؟ امراء کا؟ آپ کے تو سبھی وقت اچھے ہوتے ہیں۔ سو عوام ہی صبر کے گھونٹ پئیں۔ معیشت کی بحالی کے وعدوں پر امید بہار رکھیں۔ عوام کا مقدر تو سدا یہی رہا۔

ننگے پنڈے ننگے پیر، تے سر تے چھت اسماناں دی
خوشحالی دے سپنے ویکھن فٹ پاتھاں تے سوندے لوگ

اتنا بڑا معاشی بحران بہرصورت کوئی نیک شگون نہیں۔ عالمی دجالی منصوبہ سازوں کے ہاں پوری مسلم دنیا کے لیے کچھ طے شدہ امور ہیں۔ پاکستان کچھ مختلف نہیں۔ ایٹمی طاقت اور تزویراتی حیثیت، عوام کے مذہبی لگاؤ کی بنا پر احتیاط طلب ضرور ہے۔ شام، عراق، افغانستان والا فارمولا کارگر نہیں۔ سو کرپشن اور اصلاحات کے نام پر وہ گرد وغبار اٹھایا جا رہا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے۔ ملکی استحکام کو درہم برہم کرنے میں ایک طرف انتقامی جنگ وجدل کا جوار بھاٹا اٹھ رہا ہے اور دوسری جانب معیشت کے قدموں تلے کی زمین کھینچی جا رہی ہے۔ سارا بوجھ عوام پر منتقل کرنے سے جو افراتفری ہو گی اسی میں خلائی مخلوق نجات دہندہ بن کر اتر سکتی ہے۔ یہی مرضی میرے صیاد کی ہے۔ اسی دوران بیروزگاری کے مارے پی ایچ ڈی حضرات نے مظاہرہ کیا۔ وہ وزیراعظم سے ملاقات کے خواہاں تھے، لیکن وہ تو ہیلی کاپٹر پر اڑ گئے۔ زمینی مخلوق دیکھتی ہاتھ ملتی رہ گئی!

مسلم ممالک میں مشرف فارمولا عالمی طاقتوں کو زیادہ راس آتا ہے۔ ایک فرد سے معاملہ کرنا آسان رہتا ہے۔ اشرف غنی نما فدوی ہو یا السیسی نما گماشتہ یا مشرف کی طرح ڈھیر ہو جانے والا۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ 22 سال کے انتظار کے بعد انصافیوں کو حکومت ملی۔ کم از کم معیشت کے سدھار کے کچھ فوری فارمولے تو تیار کر رکھے ہوتے۔

نہ ایسے پلٹے گی تیری قسمت نہ یوں نیا آسمان بنے گا
ادھار بادل، ادھار سورج، کہیں کا چندا، کہیں کے تارے!

ہمارے ہاں کس مپرسی کے عالم میں ہرجائی امریکہ کی جگہ چین کے ساتھ روس کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ کاسۂ گدائی ہی ہمارے لاشعور میں سرسراتا ہے۔ ڈالر نہ سہی روبل سہی۔ حالانکہ روس کی مسلمان دشمنی نہ صرف بشارالاسد کے ساتھ مل کر شام کی تباہی و بربادی کی صورت عیاں ہے بلکہ اب بھارت کو مہلک میزائل پروگرام S-400 فراہم کر کے پاکستان کو شدید دفاعی خطرات سے دوچار کر رہا ہے۔ یہ اینٹی میزائل پروگرام ہماری میزائل قوت کو ناکارہ بنانے کا سامان ہے۔ اسی پر شیر ہو کر بھارت ہم پر گرج برس رہا ہے۔ کفر ملت واحدہ ہے۔ امریکہ دوستی کے کڑوے زہریلے پھلوں کا ذائقہ ہم نے چکھا۔ ادھر سعودی عرب کو بھی امریکہ دونوں ہاتھوں سے لوٹ کر اب طوطا چشمی سے گھیر اور گھرک رہا ہے۔ ایک سوراخ سے کتنی بار ڈسے جائیں گے؟ بڑی عالمی طاقتیں، تقسیم کار کی بنیاد پر مسلم ممالک کو کھوکھلا کرنے کے ایجنڈے پر ہم نوا ہیں۔ سبھی باری باری گاجر، ڈنڈے کا کھیل کھیلتے ہیں۔ ہمارے مسائل کا حل خود انحصاری، باہم اتفاق واتحاد، قانون کی حکمرانی اور اپنی جڑ بنیاد ایمان باللہ، خوف آخرت کی طرف پلٹنے میں ہے۔ تاہم مشرفی وزراء، ایم کیو ایم کی باقیات، سیکولر مزاج حکمران، منتقم شعلہ زبان، آتش دہان نفوس ناطقہ ان خوابوں کو چکنا چور کیے دیتے ہیں۔

زمینی حقائق نہایت تلخ ہیں۔ قیادتوں کو دیکھیے تو گھمبیر مسائل کا سامنا کرنے کے لیے جس تدبر، تحمل، دوراندیشی، معاملہ فہمی، تجربہ کاری حقیقی صلاحیت معتبر ہونے کی ضرورت ہے وہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ ایسے میں لاہور ہائی کورٹ میں ایک صاحب نے درخواست جمع کروادی کہ ارکان اسمبلی کو اسلامی قوانین وتاریخ پاکستان سے آگاہی کے لیے نصاب مقرر کیا جائے۔ اس پر نہ صرف درخواست مسترد کر دی گئی بلکہ خبر یہ بھی لگی کہ درخواست گزار کو 30 ہزار روپے جرمانہ کیا گیا۔ گویا (باقی صفحہ 11 پر)

تنظیم اسلامی کی ریاست مدینہ مہم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عوام اور حکمرانوں میں ریاست مدینہ کے حقیقی تصور کو اُجاگر کیا جائے: ایوب بیگ مرزا

تنظیم اسلامی فرض کفایہ ادا کر رہی ہے۔ دیگر دینی جماعتوں اور عوام کو بھی چاہیے کہ وہ بار بار حکمرانوں کو وعدہ یاد دلاتے رہیں: عبدالرؤف فاروقی

اللہ کی حاکمیت ہمارے دستور کی بھی آواز ہے کیونکہ حکمران جس دستور کے تحت حلف اُٹھاتے ہیں اس کا بھی یہی تقاضا ہے: اسد اللہ بھٹو

ریاست مدینہ قائداعظم اور اقبال کا خواب تھا، شکر ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے ان کی زبان میں دوبارہ بات کی ہے: مولانا زاہد الراشدی

افراد کو بدلو، معاشرہ خود بخود بدل جائے گا، جب معاشرہ بدلے گا تو ریاست مدینہ خود بخود قائم ہو جائے گی: ڈاکٹر محمد امین

جب ہم ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں تو پھر اس میں بالادستی اللہ کے قانون کی ہونی چاہیے: شجاع الدین شیخ

تنظیم اسلامی کی ریاست مدینہ مہم کے تحت ایک سیمینار 14 اکتوبر کو ایوان اقبال لاہور میں امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ سیمینار میں تنظیم اسلامی کے رفقاء واحباب، مذہبی طبقہ اور عام شہریوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ تنظیم اسلامی کے مرکزی راہنما جناب شجاع الدین شیخ اور مرکزی ناظم نشرواشاعت جناب ایوب بیگ مرزا کے علاوہ مہمان مقررین میں جمعیت علماء پاکستان مولانا سمیع الحق گروپ کے جنرل سیکرٹری جناب عبدالرؤف فاروقی، جماعت اسلامی کے نائب امیر اسد اللہ بھٹو، نامور سکالر و مذہبی راہنما مولانا زاہد الراشدی، مدیر ماہنامہ برہان ڈاکٹر محمد امین شامل تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض تحریک خلافت پاکستان کے سیکرٹری جنرل جناب عبدالرزاق نے سرانجام دیے جبکہ تلاوت وترجمہ قرآن پاک کی سعادت جناب قاری احمد ہاشمی نے حاصل کی۔ قاری غلام رسول اور حافظ اسد اللہ نے پروگرام کے دوران نعت رسول مقبول پیش کر کے حضور نبی اکرم ﷺ کو خراج عقیدت پیش کیا جبکہ سید کلیم شاہ نے کلام اقبال کے ذریعے سامعین کے دلوں کو گرمایا۔ پروگرام کے دوران مقررین نے جن خیالات کا اظہار کیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ایوب بیگ مرزا: تنظیم اسلامی کی ریاست مدینہ مہم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عوام اور حکمرانوں میں ریاست مدینہ کے حقیقی تصور کو اُجاگر کیا جائے۔ کیونکہ ہر مسلمان کا اصل ہدف رب کی رضا اور اُخروی فلاح ہے اور یہ ہدف دنیا میں اپنی کارگزاری کی بنیاد پر ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم انفرادی سطح پر اپنی زندگیوں پر اسلام کو نافذ کریں اور اجتماعی سطح پر معاشرے اور ملک میں نفاذ اسلام کی جدوجہد کریں۔ تنظیم اسلامی ایک اصولی اسلامی انقلابی جماعت ہے جس کا بنیادی مقصد اسلام کا نفاذ ہے۔ لہٰذا جہاں سے بھی نفاذ اسلام کی صدا بلند ہوگی تو تنظیم اسلامی ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ ”اور تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو“ (المائدہ:2) کی بنیاد پر اس کی حمایت کرے گی اور ہر ممکن تعاون کرے گی۔ عمران خان حکومت میں آنے سے پہلے بھی اور حکومت میں آنے کے بعد بھی بار بار ریاست مدینہ کی بات کرتے رہے ہیں۔ مگر ہمیں لگتا ہے کہ ان کا تصور ریاست مدینہ جزوی ہے لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ خیر خواہی کے جذبہ کے تحت ہم ان کو بتائیں کہ ریاست مدینہ میں اسلام کا کلی نفاذ ہوتا ہے جزوی نہیں۔ اگرچہ سوشل جسٹس، یعنی منصفانہ نظام کا قیام اور کرپشن کا خاتمہ بھی اسلام کا حصہ ہے لیکن یہ کُل اسلام نہیں ہے۔ عمران خان ریاست مدینہ کی بات تو کرتے ہیں لیکن بلاسود معیشت کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی باحیاء، باپردہ معاشرے کی بات کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ وزیراعظم ایسا نظام تشکیل دیں جس کی ہر چیز قرآن وسنت کے طابع ہو تو نہ صرف مذہبی جماعتیں بلکہ عوام بھی ان کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے کیونکہ اسلامی معاشرے کا قیام صرف حکمرانوں کی ہی نہیں بلکہ عوام کی بھی ذمہ داری ہے۔

مولانا عبدالرؤف فاروقی: تنظیم اسلامی ریاست مدینہ مہم شروع کر کے فرض کفایہ ادا کر رہی ہے۔ دیگر دینی جماعتوں اور عوام کو بھی چاہیے کہ وہ بار بار حکمرانوں کو ریاست مدینہ کے حوالے سے کیا گیا وعدہ یاد دلاتے رہیں۔ کیونکہ حکمران اکثر وعدے بھول جاتے ہیں۔ یہ عوام اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ حکمرانوں کو اپنا وعدہ یاد کراتے رہیں۔ ریاست مدینہ کا خاکہ وہ نہیں ہوگا جو سیاستدان پیش کریں گے بلکہ ریاست مدینہ کا خاکہ وہ ہوگا جو علماء پیش کریں گے لہٰذا حکمران اگر اپنے وعدے میں مخلص ہیں تو عملی اقدامات کریں علماء ہر ممکن تعاون کریں گے۔ قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے کہ ”اللہ بھی ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کریں گے“۔ اللہ کی مدد وہی لوگ کریں گے جو اللہ والے ہوں گے۔ جن کے بارے میں سورۃ الحج کی آیت نمبر 41 میں فرمایا کہ: ”وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن (اقتدار) عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔“ اس کے بعد اللہ نے سود، جوا، ذخیرہ اندوزی کو حرام قرار دیا اور زکوٰۃ، صدقات، خیرات کا حکم دیا تاکہ دولت چند ہاتھوں میں جمع نہ ہو جائے بلکہ عوام تک بھی اس کے ثمرات پہنچیں۔ اسی طرح اسلام نے تعلیم، معاشرت اور ریاست کے تمام شعبوں کے متعلق تفصیلی راہنمائی دی۔ اب ہم اللہ کے ان احکامات کو مانیں گے تو تب ریاست مدینہ قائم ہوگی۔ ریاست مدینہ کی عملی شکل خلافت راشدہ کے دور میں سامنے آئی۔ لیکن اس کے بعد بھی 1331 سال تک اسلام کا نظام قائم رہا۔ جبکہ روس کا کمیونزم نظام صرف 70 سال میں زمین بوس ہو گیا۔ اسی طرح

دنیا کا کوئی دوسرا نظام اتنی دیر قائم نہیں رہ سکا وجہ یہ ہے کہ اسلام نے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ہر شعبۂ زندگی میں عدل وانصاف کا ایک متوازن نظام دیا۔ لہٰذا اب بھی اگر ہم اسلام کے ساتھ مخلص ہیں تو ہمیں اسلامی نظام ہی لانا ہوگا جو کہ آ کے رہے گا۔ ان شاء اللہ احادیث میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ ایک دن اسلام پوری دنیا پر غالب ہو کر رہے گا۔ ہر گھر میں اسلام داخل ہوگا چاہے خوشی کے ساتھ ہو یا پھر جبر کے ساتھ۔ لہٰذا بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے اور ہمارے آئین میں بھی لکھا ہوا ہے کہ یہاں قرآن وسنت کی بالادستی قائم ہونی چاہیے۔ لہٰذا ہم اپنے حکمرانوں کو خیر خواہی کے جذبے کے تحت کہتے ہیں کہ اگر آپ کا دعویٰ سیاسی تھا تو پھر بھی اپنی نیت درست کر لیں۔ بے دین اور سیکولر لوگ بہت تھوڑے ہیں جبکہ اصل قوت یہاں کے وہ مسلمان ہیں جن کی اکثریت یہاں اسلام دیکھنا چاہتی ہے۔ اگر آپ نفاذ اسلام کی طرف بڑھیں گے تو عوام کی اکثریت آپ کا ساتھ دے گی۔ اور اگر آپ نے دھوکہ دیا تو یاد رکھیں آپ کا انجام سابقہ تمام حکمرانوں سے بھی برا ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو حکمران عادل ہوں گے وہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں ہوں گے اور جو اس حالت میں مریں کہ عدل وانصاف قائم نہ کر سکیں تو ان پر جنت حرام ہے۔ لہٰذا حکمرانوں نے اگر وعدہ کیا ہے تو اس کو پورا کریں تمام دینی جماعتیں ساتھ دیں گی۔ لیکن اگر اس بار بھی دھوکا دیا گیا تو یاد رکھیں ہم نہ خود چین سے بیٹھیں گے اور نہ حکمرانوں کو بیٹھنے دیں۔ اسلام کا نظام ہمارا حق ہے اور یہ حق ہمارا آئین بھی ہمیں دے رہا ہے۔

اسد اللہ بھٹو: تنظیم اسلامی نے ریاست مدینہ مہم چلانے کا جو فیصلہ کیا ہے ہم اس کی تائید کرتے ہیں اور واقعتاً یہ ایک عظیم کام ہے۔ انسان کو پیدا ہی اسی لیے کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے۔ اجتماعی سطح پر عبادت یہ ہے کہ دین کو قائم کیا جائے اور قرآن میں اللہ کا حکم ہے کہ اسلام کی تنفیذ حکمرانوں پر فرض ہے۔ یہ ملک بہت بڑی قربانیاں دے کر صرف اسی لیے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں ہم ایک اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لائیں گے۔ ہمارے حکمران جس دستور کے تحت حلف اُٹھاتے ہیں اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ یہاں اسلام نافذ ہو۔ گویا اللہ کی حاکمیت ہمارے دستور کی بھی آواز ہے اور آئین کی دفعہ 5 میں لکھا گیا ہے کہ ریاست سے وفاداری اور قانون کی پاسداری ہر شہری پر لازم ہے۔ لہٰذا دین کو قائم کرنا ہمارے حکمرانوں پر لازم ہے۔ حکمران آگے بڑھیں تو عوام بھی ان کا ساتھ دیں گے۔ پہلے قومی اسمبلی میں نماز کا وقفہ ہوتا تھا مگر اب یہ بھی نہیں ہو رہا۔ حکمران اپنے طرز عمل سے ثابت کریں کہ وہ اپنے وعدوں میں سچے ہیں۔ نماز کا نظام قائم کریں اور تمام اداروں میں نماز کی پابندی کو لازم قرار دیا جائے،، پردے کی پابندی کا حکم دیں، عریانی و فحاشی کا خاتمہ کریں، اسی طرح زکوٰۃ اور عشر کا نظام قائم کریں۔ معیشت میں سے سود کو ختم کریں۔ اسلامی نظام دنیا میں 1300 سال سے زائد قائم رہا اور اس پورے عرصے کے دوران سود پر پابندی رہی۔ لہٰذا اگر ہمارے حکمران ریاست مدینہ قائم کرنے میں مخلص ہیں تو انہیں انہی اصولوں پر ایک نظام قائم کرنا ہوگا۔

مولانا زاہد الراشدی: ریاست مدینہ قائد اعظم اور اقبال کا خواب تھا، شکر ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے ان کی زبان میں دوبارہ بات کی ہے اگر حکومت اس طرف بڑھے گی تو تمام دینی جماعتیں بلا تفریق اور بلا تقاضا تعاون کریں گی اور یہ بھی بتائیں گی کہ ریاست مدینہ ہوتی کیا ہے اور اب اگر بنائی جائے گی تو کیسے بنے گی۔ ریاست مدینہ کی بنیاد قرآن وسنت کی بالادستی پر رکھی گئی تھی اور اس کی عملی شکل خلفائے راشدین کے عہد میں سامنے آئی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے منصب خلافت سنبھالتے وقت فرمایا تھا کہ اگر میں قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کروں تو تم میری تائید کرنا اور اگر میں قرآن وسنت کی خلاف ورزی کروں تو تم میرا ساتھ ہرگز نہ دینا۔ ریاست مدینہ میں طبقاتی تقسیم نہیں تھی اور نہ ہی ذات پات، رنگ ونسل کی تفریق تھی۔ اسی طرح ریاست مدینہ کی ایک خصوصیت قانونی مساوات تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا‘‘۔ اس وقت جب کچھ سرداروں نے سفارش کی کوشش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اسی لیے ہلاک کی گئیں کہ وہ اپنے میں سے کمزور کو سزا دیتی تھیں لیکن طاقتور کو چھوڑ دیتی تھیں۔ ریاست مدینہ ایک مکمل فلاحی اسلامی ریاست تھی۔ آج اگرچہ سیکنڈے نیوین ممالک میں سوشل جسٹس ہے مگر وہ بھی انہوں نے حضرت عمر ؓ کے عہد سے لیا ہے۔ جو عمرلاء کے نام سے نافذ ہے۔ لہٰذا ہمارے حکمران بھی اگر ریاست مدینہ کی طرز پر کوئی حکومت بنانا چاہتے ہیں تو انہیں خلفائے راشدین کے دور سے راہنمائی لینا ہوگی۔

ڈاکٹر محمد امین: ریاست مدینہ صرف نبی اکرم ﷺ کی حقیقی پیروی کرتے ہوئے بن سکتی ہے۔ ریاست مدینہ آسانی سے قائم نہیں ہوگئی تھی بلکہ اس کے لیے بہت محنت کرنی پڑی تھی۔ حضور ﷺ نے مکہ میں 10 سال محنت کی اور 150 صحابہؓ تیار ہوئے۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ جا کر بھی جنگ بدر میں صرف 313 صحابہؓ تھے۔ آج ہم 20 کروڑ ہیں مگر 70 سال سے یہاں اسلام نہیں لا سکے۔ ایک حدیث میں فرمایا: ’’قریب ہے کہ (گمراہ) قومیں تمہارے خلاف اس طرح یلغار کریں گی جس طرح کھانے والے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا: اس روز ہماری تعداد کم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس روز تم زیادہ ہوگے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کی طرح ہوگے۔ اللہ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دل میں وہن ڈال دے گا۔ کسی نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ، وہن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔‘‘ ریاست مدینہ حضور ﷺ نے قائم کی تھی تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ جیسے صحابہؓ تھے۔ آج آپ زرداری اور نواز شریف سے ریاست مدینہ قائم کرنے کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ اگر ریاست مدینہ قائم کرنی ہے تو افراد کو بدلو۔ افراد بدلیں گے تو معاشرہ بدلے گا اور جب معاشرہ بدلے گا تو ریاست مدینہ خود بخود قائم ہو جائے گی۔ آج کا تصور مدینہ مغرب سے درآمد شدہ ہے۔ عمران خان نے ریاست مدینہ کی بات تو کی ہے لیکن نفاذ شریعت کی بات نہیں کی۔ جبکہ نفاذ شریعت کے بغیر ریاست مدینہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

شجاع الدین شیخ: تنظیم اسلامی معروف معنوں میں ایک اصولی اسلامی انقلابی جماعت ہے یہ کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اس کا بنیادی مقصد منہج انقلاب نبوی کے مطابق اسلام کا غلبہ ونفاذ ہے۔ اللہ نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ اس اصول کے تحت تنظیم ہر تین ماہ کے بعد کسی نہ کسی منکر کے خلاف مہم چلاتی ہے۔ اس سلسلے میں ہم ایک سیمینار کراچی میں کر چکے ہیں، آج یہاں ہے اور آئندہ اتوار کو اسلام آباد میں بھی کر رہے ہیں۔ اس سے قبل ہم نے انسداد

سود کے حوالے سے مہم چلائی تھی جب ایک جج صاحب نے سود کے حوالے سے منفی ریمارکس دیے تھے۔ اس وقت تنظیم اسلامی کی اس مہم کو علماء، عوام وخواص اور بعض حکومتی طبقات میں پسند کیا گیا تھا۔ اب ہمارے حکمران نے ریاست مدینہ کے حوالے سے ایک مثبت بات کہی ہے اور ان کی تقریروں میں یہ بات بار بار آئی ہے تو ہم نے اس کو مثبت انداز سے لیا۔ تنظیم اسلامی کی ریاست مدینہ مہم کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ عوام اور خاص طور پر حکمرانوں کو باور کرایا جائے کہ ریاست مدینہ کے حقیقی خدوخال کیا تھے اور اب اگر ریاست مدینہ کی طرز پر کوئی حکومت قائم ہوگی تو کیسے ہوگی۔ جب ہم ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں تو ہمارا ذہن نبی کریم ﷺ کی طرف جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے دین کی تکمیل کا اعلان ان پر فرمایا اور ایک 23 برس کی جدوجہد کر کے انہوں نے وہ ریاست قائم کی جہاں اللہ کے احکامات نافذ ہوئے۔ اس سلسلے میں ہمیں طائف میں خود نبی اکرم ﷺ کا خون بہنا اور 259 صحابہ کرامؓ کی شہادتوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے۔ اللہ پر ایمان اس ریاست کی بنیاد تھی۔ یعنی ریاست مدینہ وہ نظریاتی ریاست تھی جو ایمان کی بنیاد پر قائم ہوئی۔ اس کے بعد دوسرا اصول یہ تھا کہ

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ①﴾

''اے اہل ایمان مت آگے بڑھو اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (الحجرات: 1)

جب ہم پاکستان کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو خوش قسمتی سے یہاں قرارداد مقاصد موجود ہے۔ جو 1949ء سے آئین کا حصہ ہے جس میں ہم نے یہ طے کر رکھا ہے کہ اس ملک میں حاکمیت اللہ کی ہوگی اور کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہیں کی جائے گی۔ یعنی ہم نے اپنے آئین کو کلمہ تو پڑھایا ہوا ہے لیکن ساتھ منافقت بھی ہے۔ سپریم کورٹ نے ایک فیصلے میں کھل کر یہ کہا کہ آئین میں کوئی شق کسی دوسری شق سے بالادست نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ قرآن وسنت ہمارے آئین کے مطابق بالادست نہیں ہے۔ جبکہ جب ہم ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں تو پھر اس میں بالادستی اللہ کے قانون کی ہونی چاہیے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اسلام کے کچھ حصوں پر عمل ہو اور باقی کو چھوڑ دیا جائے۔ قرآن اپنا مکمل نفاذ چاہتا ہے۔ اللہ نے قرآن میں تین مرتبہ اس بات کو دہرایا کہ جو لوگ اللہ کے حکم کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں، فاسق ہیں، ظالم ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے معاشی انصاف کے لیے بھی راہنمائی عطا فرمائی ہے۔ ایک طرف سود، جوا، سٹہ، ذخیرہ اندوزی کو حرام قرار دیا اور دوسری طرف زکوٰۃ، عشر، اموال فے، مال غنیمت، صدقات میں مستحقین کے لیے حصہ رکھا تاکہ دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی ہونے کی بجائے تمام عوام تک پہنچے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریاست مدینہ شہریوں کی کفالت کی ذمہ دار بھی تھی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے قانونی مساوات بھی قائم فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو اس کا بھی میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دوں گا۔ اسی طرح معاشرتی سطح پر باپردہ اور باحیا معاشرے کا قیام بھی ریاست مدینہ کا لازمی جزء ہے۔ سورۃ النور کی آیات 30 اور 31 میں عورتوں کے ستر وحجاب کے احکامات ہیں، ان کے لباس کا معاملہ ہے۔ اسی طرح سورۃ الاحزاب کی آیات: 53 اور 59 میں حجاب کا ذکر ہے اور عورتوں کے لیے پردے کے احکامات ہیں۔ اسی طرح ریاست مدینہ میں عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تین بیٹیوں کی کفالت کرے گا وہ جنت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ پھر اقلیتوں کے حقوق تھے کہ ان کے عقیدے، عبادت گاہوں، ان کی جان، مال کی حفاظت اور ان کے روزگار کی ریاست ذمہ دار ہوگی۔ اسی طرح ریاست مدینہ میں تعلیم کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ یہاں تک کہ قیدیوں کو تعلیم پر مامور کیا گیا۔ ریاست مدینہ میں آزادیٔ اظہار رائے کا بھی خاص طور پر خیال رکھا گیا۔ یہاں تک کہ ایک بڑھیا نے حضرت عمرؓ کو ایک معاملے میں ٹوک لیا۔ تو حضرت عمرؓ نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا کہ ایک بڑھیا بھی ان کی اصلاح کا ذریعہ بنی۔ یہ سب اس وجہ سے تھا کہ ریاست مدینہ میں اصل مطلوب ومقصود اُخروی فلاح تھی۔ اسی وجہ سے خود احتسابی کا احساس بھی تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کتا بھی بھوکا مرگیا تو اس کی پوچھ بھی مجھ سے ہوگی۔ ریاست مدینہ کی خارجی پالیسی کا ایک پہلو یہ تھا کہ اللہ کا دین زیادہ سے زیادہ دنیا میں غالب ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صرف دس ہزار صحابہؓ کی قبریں جنت البقیع میں ہیں اور باقی لاکھوں صحابہؓ اس مشن کو لے کر پوری دنیا میں پھیل گئے اور اسی مشن کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ دوسرا پہلو خارجہ پالیسی کا یہ تھا کہ اسلامی ریاست کا رعب ودبدبہ دور دور تک پھیل جائے اور کوئی میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت بھی نہ کرے۔ لہٰذا ریاست مدینہ ایک مکمل اسلامی اور فلاحی ریاست تھی۔ اس طرز پر کوئی بھی کوشش کرے گا تو تنظیم اسلامی اس کے ساتھ مکمل تعاون کرے گی۔

آخر میں صدر مجلس محترم حافظ عاکف سعید ﷾ نے تمام مقررین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کی۔

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(4 تا 10 اکتوبر 2018ء)

جمعرات (04 اکتوبر) کو صبح 09:00 بجے دارالاسلام مرکز میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی میں فیصل آباد سے آئے ہوئے محترم مجتبیٰ حنیف اور دیگر دو حضرات سے ملاقات کی۔ 05 اکتوبر کو بعد نماز جمعہ قرآن اکیڈمی میں اسلام آباد سے آئے ہوئے محترم نبیل زبیری سے ملاقات کی۔ عصر تا عشاء دارالاسلام مرکز میں ملتزم تربیتی کورس میں لیکچرز دیے۔ پیر (08 اکتوبر) کو بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں اسلام آباد سے آئے ہوئے محترم حمد اللہ سے ملاقات کی۔ بدھ (10 اکتوبر کو) بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں شعبۂ نشر واشاعت کے ارکان سے ملاقات کی۔

ماہِ صفر المظفر: اسلام کی نظر میں

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

صفر المظفر ہجری کیلنڈر کا دوسرا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں کوئی خاص عبادت مسنون یا مستحب نہیں ہے۔ نیز یہ دیگر مہینوں کی طرح ہی ہے، یعنی خاص طور پر اس مہینہ میں آفات ومصائب نازل ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس ماہ کو نحوست والا مہینہ سمجھا جاتا تھا، اس لیے وہ اس ماہ میں سفر کرنے سے گریز کیا کرتے تھے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کا غلط وفاسد عقیدہ اِن دنوں سوشل میڈیا پر ہمارے ہی دینی بھائیوں کی طرف سے شیئر کیا جارہا ہے۔ سوشل میڈیا کے جہاں بہت سے فوائد ہیں وہیں نقصانات بھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کی اچھی خاصی تعداد پڑھے بغیر اور میسیج کی تحقیق کئے بغیر دوسروں کو فارورڈ کردیتی ہے۔ ان پیغامات میں بعض اوقات نبی اکرم ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب ہوتی ہے جو نبی اکرم ﷺ نے زندگی میں کبھی بھی نہیں کہی۔ حالانکہ اس پر سخت وعیدیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص میری نسبت وہ بات بیان کرے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔'' (بخاری)

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مختلف الفاظ کے ساتھ حدیث کی مختلف کتابوں میں مذکور ہے۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کوئی بھی بات بغیر کسی تحقیق کے ہرگز فارورڈ نہ کریں۔ اسی طرح فرمان رسول ﷺ ہے: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بلا تحقیق بیان کرے۔'' (مسلم)

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میری طرف منسوب کرکے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی حدیث بیان کی تو وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہے۔'' (مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے ماہ صفر سے متعلق اس باطل عقیدہ کا انکار آج سے 1400 سال قبل ہی کردیا تھا، چنانچہ حدیث کی سب سے مستند کتاب میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ماہ صفر (میں نحوست ہونے کا عقیدہ) بے حقیقت بات ہے۔'' (بخاری)

نحوست تو دراصل انسان کے عمل میں ہوتی ہے کہ وہ خالق کائنات کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے، باوجودیکہ وہ اپنے وجود اور بقا کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا محتاج ہے۔ اور ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ وہ بھی موت کا مزہ چکھ لے گا اور اس کے بعد انسان کو اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب اللہ تعالیٰ کو دینا ہوگا۔ انسان کی زندگی کا جو وقت بھی اللہ کی ناراضگی میں گزرا دراصل وہ منحوس ہے نہ کہ کوئی مہینہ یا دن۔ لہٰذا جو انسان ماہ صفر میں اچھے کام کرے گا تو یہی مہینہ اس کے لیے خیر وبرکت اور کامیابی کا سبب بنے گا اور انسان جن اوقات اور مہینوں میں بھی برے کام کرے گا زندگی کے وہ لمحات اُس کے لیے منحوس ہوں گے۔ مثلاً نماز فجر کے وقت کچھ لوگ بیدار ہوکر نماز پڑھتے ہیں اور کچھ لوگ بلا عذر بستر پر پڑے رہتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے، تو ایک ہی وقت کچھ لوگوں کے لیے برکت اور کامیابی کا ذریعہ بنا، اور دوسروں کے لیے نحوست۔ معلوم ہوا کہ کسی وقت یا مہینہ میں نحوست نہیں ہوتی بلکہ ہمارے عمل میں برکت یا نحوست ہوتی ہے۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''آدم کی اولاد زمانہ کو گالی دیتی ہے، اور زمانہ کو برا بھلا کہتی ہے، حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، رات دن کی گردش میرے ہاتھ میں ہے۔'' (بخاری)

یعنی بعض لوگ حوادث زمانہ سے متاثر ہوکر زمانے کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں، حالانکہ زمانہ کوئی کام نہیں کرتا، بلکہ زمانہ میں جو واقعات اور حوادث پیش آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کے حکم سے ہوتے ہیں۔

غرضیکہ قرآن کریم کی کسی بھی آیت یا نبی اکرم ﷺ کے کسی بھی فرمان میں یہ مذکور نہیں ہے کہ ماہ صفر میں نحوست ہے یا اس مہینہ میں مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ صفر کا مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہے، یعنی اس مہینہ میں کوئی نحوست نہیں ہے۔

سیرت نبوی کے متعدد واقعات، بعض صحابیات کی شادیاں اور متعدد صحابیوں کا قبول اسلام بھی اسی ماہ میں ہوا ہے۔ اور عقل سے بھی سوچیں کہ مہینہ یا زمانہ یا وقت کیسے اور کیوں منحوس ہوسکتا ہے؟ بلکہ ماہ صفر میں تو نحوست کا شبہ بھی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کا نام صفر المظفر ہے جس کے معنی ہی ہیں ''کامیابی کا مہینہ''۔ جس مہینہ کے نام میں ہی خیر اور کامیابی کے معنی پوشیدہ ہوں وہ کیسے نحوست کا مہینہ ہوسکتا ہے؟ بعض حضرات یہ سمجھ کر کہ صفر کے ابتدائی تیرہ دنوں میں آپ ﷺ بیمار ہوئے تھے، شادی وغیرہ نہیں کرتے ہیں، بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں اس نوعیت کی کوئی بھی تعلیم موجود نہیں ہے۔ نیز تحقیقی بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ صفر کے ابتدائی دنوں میں نہیں بلکہ ماہ صفر کے آخری ایام یا ربیع الاوّل کے ابتدائی ایام میں بیمار ہوئے تھے۔ اور ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی۔

بعض ناواقف لوگ ماہ صفر کے آخری بدھ کو خوشی کی تقریب مناتے ہیں اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، جبکہ اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ لوگوں میں یہ بات غلط مشہور ہوگئی ہے کہ اس دن نبی اکرم ﷺ صحت یاب ہوئے تھے، حالانکہ یہ بالکل صحیح نہیں ہے، بلکہ بعض روایات میں اس دن میں حضور اکرم ﷺ کی بیماری کے بڑھ جانے کا تذکرہ ملتا ہے۔ لہٰذا ماہ صفر کا آخری بدھ مسلمانوں کے لیے خوشی کا دن ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ماہ صفر کے آخری بدھ میں خوشی کی کوئی تقریب منانا دین نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

ماہ صفر کے منحوس ہونے یا اس میں مصیبتیں اور آفات نازل ہونے کے متعلق کوئی ایک روایت بھی موجود نہیں ہے، اور نہ ہی آج تک کسی مستند عالم دین نے اس کو تسلیم کیا ہے، لہٰذا اس نوعیت کے پیغام کو ہرگز ہرگز دوسروں کو ارسال نہ کریں، بلکہ انہیں فوراً ڈیلیٹ کردیں۔

❁❁❁

ایوانِ اقبال میں ''ریاست مدینہ کانفرنس''

نعیم اختر عدنان

14 اکتوبر 2018ء کو ملک بھر میں قومی اور صوبائی حلقوں کے ضمنی انتخابات کا عمل جاری تھا اور دوسری طرف شہر لاہور کے قلب میں مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال کی یاد میں تعمیر کردہ اقبال کمپلیکس کے اقبال آڈیٹوریم میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ''ریاست مدینہ کانفرنس'' کے عنوان سے ایک منفرد مگر پُر مغز تقریب کا انعقاد جاری تھا۔

حسب روایت پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید کی آیات سے ہوا۔ بعد ازاں حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبول کا بابرکت کلام بھی سامعین کے سامنے پیش کیا گیا۔

تنظیم اسلامی کے مرکزی شعبہ نشر واشاعت کے ناظم اور تنظیم کی مرکزی ٹیم کے ایک فعال رکن جناب مرزا ایوب بیگ نے کانفرنس کے حوالے سے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنے قیام کے مقاصد پورے نہیں کر سکا چنانچہ قیام پاکستان سے اب تک '' چلے چلو کہ منزل ابھی نہیں آئی'' کے مصداق ہر کوئی ''اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ'' کے مطابق سرگرم عمل ہے۔ دین اسلام سے اپنی وابستگی کا دم بھرنے والے بھی ہر دم بے چین رہتے ہیں کہ دین اسلام عملاً نافذ العمل ہو جائے مگر عمل کی دنیا میں یہ ''ہنوز دلی دور است'' والا ہی معاملہ بنا ہوا ہے۔

ایوان اقتدار سے ایک صدا، ایک آواز، ایک سوچ بلند ہوتی ہے کہ ''ہم پاکستان کو ریاست مدینہ'' بنائیں گے۔

''اوّلین ریاست مدینہ'' خاتم الانبیاء ﷺ کے ہاتھوں معرض وجود میں آئی اور اس کا استحکام و توسیع خلفائے راشدین کے ذریعے عمل میں آیا اسلام کے ریاستی نظام کا عنوان ''نظام خلافت'' ہے جو تیرہ سو سال سے زائد عرصہ تک دنیا کا ایک تسلیم شدہ اور قابل عمل نظام رہا۔

علامہ اقبال جنہیں بجا طور پر حکیم الامت کہا جاتا ہے، عالم اسلام کے مسائل کا حل صرف اُسی نظام کو سمجھتے چنانچہ فرماتے ہیں ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

عوام بھی اُس نظام کی عظمت واہمیت سے آشنا ہیں اور عظمت رفتہ کے حصول کے لیے بے چین نظر آتے ہیں۔ مگر نظام باطل نے اُنہیں اس بُری طرح جکڑ رکھا ہے کہ وہ دو وقت کی روٹی اور بنیادی ضروریات زندگی کے چکر سے باہر نکلنے سے قاصر ہیں۔ اگرچہ وطن عزیز میں بہت سی تنظیمیں، تحریکیں، جماعتیں، جمعیتیں سرگرم عمل ہیں مگر تنظیم اسلامی کا نام اور کام ان سب سے منفرد اور ممتاز ہے۔

تنظیم اسلامی معروف مذہبی گروہوں میں سے ایک گروہ یا مسلکی جماعت کا نام نہیں اور نہ ہی یہ سیاست کے کھلواڑ میں دھینگا مشتی کو اپنا لائحہ عمل بناتی ہے۔

اسلام کو ایک مکمل دین اور نظام ریاست کے طور پر بروئے کار لانا خاتم الانبیاء ﷺ اور اُن کے عالی قدر جانشینوں کا ''اسوہ کاملہ'' ہے۔

مگر ہم سیرت نبوی ﷺ کو اپنانے کی بجائے اُسے اپنی سوچ اور اپنی فکر کا جامہ بلکہ ''پاجامہ'' پہنانے کی ''نامسعود'' کوششوں میں مصروف کار ہیں۔ دین و مذہب اور ریاست و سیاست کی بھول بھلیوں میں دین اسلام، اقامت دین، دعوت دین، منہج انقلاب نبوی ﷺ، رسول انقلاب کا طریق انقلاب اور قرآنی دعوت کی علمبردار تحریک جو اپنے بانی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی دعوت اور اس کی قیادت کی اپنی شناخت اور الگ پہچان ہے۔ جسے سراہا بھی جاتا ہے اور جس کی پذیرائی بھی کی جاتی ہے۔ تنظیم اسلامی کی دعوت ایک فرض کی ادائیگی اور اتمام حجت کی کوشش وکاوش کا نام ہے۔

کچھ دینی حلقے آئین میں موجود اسلامی دفعات کی موجودگی ہی کو بہت اہمیت دیتے ہیں مگر ریاستی اداروں کے ستر سالہ طرز عمل کو وہ سمجھنے کے لیے دیدہ ودانستہ آمادہ نہیں ہیں۔ ملکی آئین کی محافظ اعلیٰ عدلیہ بھی اس ''گناہ عظیم'' میں برابر کی حصہ دار ہے کہ اُسے آئین کا انسانی حقوق والا حصہ تو بہت یاد پڑھتا ہے، مگر آئین کی اسلامی دفعات سے غض بصر، چشم پوشی، روگردانی اور انحراف کا رویہ روبہ عمل رہا ہے۔

''ریاست مدینہ'' کے حوالے سے راقم ایک بات ''چھوٹا منہ اور بڑی بات'' کے ادراک کے باوجود کہنا چاہتا ہے کہ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ''معاشیات'' کا ہے۔ ملک عالمی مہاجنوں کا مقروض ہے اور اسے زندہ رہنے کے لیے اچھی خاصی ضرورت ''مال وزر'' کے قنطارض کے ڈھیروں کی ہے مگر اس پر گفتگو، کیونکر ممکن ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان پر بدترین، ظالمانہ غیر اسلامی جاگیرداری نظام نافذ ہے اور سود پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام معیشت بھی اپنے مضبوط پنجے گاڑھے ہوئے ہے۔

جاگیرداری اور سرمایہ داری کی ان دو لعنتوں کا خاتمہ کیے بغیر ''ریاست مدینہ'' کیسے اور کیونکر قائم ہوسکتی ہے۔ ریاست مدینہ کے ذرائع آمدنی میں زکوٰۃ، عشر، مال فے، خراج سرفہرست آتے ہیں مگر ہم انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس ویلتھ ٹیکس کے مکروہ اور دجالی نظام کے آہنی شکنجوں کا ادراک کرنے کی بجائے محض 'لپ سروس اور ونڈو ڈریسنگ' میں مصروف ہیں۔

اور بقول بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ ''سنار کی کھٹکھٹ کے نظریہ رواداری پر گامزن ہیں۔''

''ریاست مدینہ کی عملی تشکیل ایک انقلابی نظریہ، انقلابی عمل، انقلابی جماعت، اور انقلابی جدوجہد کے بغیر ناممکن العمل ہے۔ لہٰذا اہل حق کو 'سنار کی بجائے لوہار' کا فلسفہ اپنانا ہوگا تیز ترک گام زن منزل ما دور نیست! منزل کا حصول ایسے ہی ممکن الحصول ہوسکتا ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ منڈی بہاؤالدین کے رفیق تنظیم علی ارشد عارضہ کمر میں مبتلا ہیں

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

Keeping Modi in Power: Why India Might Secure an Anti-Iranian Sanctions Waiver From the US

The US doesn't want to do anything that could risk Narendra Modi's reelection next year such as inadvertently contributing to the explosive growth of petrol prices in his country, so it's possible that Trump might grant America's new strategic partner a waiver from the forthcoming anti-Iranian sanctions so long as India pledges to gradually reduce its purchases of the country's resources like it's already doing when it comes to Russian weaponry.

One of the biggest questions on everyone's mind in Eurasia is whether the US will sanction India for its promise to continue purchasing Iranian resources after the re-imposition of American sanctions against the Islamic Republic next month. It's unclear at this time whether India is just saying that as a negotiating tactic in advance of entering into free trade talks with the US or if it's actually sincere in its stated intentions, but this high-stakes game of geo-energy "chicken" is pushing Washington into deciding whether it should waive any forthcoming sanctions against New Delhi or not. Plenty of arguments have been made in predicting why this might not happen, but in the interests of presenting a contrarian analysis, the present piece will explain why this might indeed occur.

The most important motivation that the US has is to cripple the Iranian and Pakistani economies and create the conditions where a self-sustaining cycle of Hybrid War unrest could easily take root with minimal foreign support, therefore facilitating the US' objectives of Regime Tweaking (political "concessions"), Regime Change, and Regime Reboot (constitutional "reform" that leads to "Balkanization" via weaponized "decentralization").

Bearing this in mind, that's why the US will probably seek to reach a backroom deal with India in getting its counterpart to gradually reduce its purchase of Iranian resources in exchange for a sanctions waiver, similar in principle to what it could potentially do vis-à-vis New Delhi's recent S-400 deal with Moscow as long as the country continues its trend of reducing Russian weapons purchases. The US would therefore be able to advance its Hybrid War designs against Iran without inadvertently destabilizing its Indian strategic partner through the sudden explosive growth of petrol prices that a "clean break" would trigger. Moreover, the US and Saudi Arabia might not have enough extra oil on hand to meet the demand that India would have if it cut off Iranian imports completely.

It's a lot easier and less unpredictable for the US to smoothly transition India into fully complying with its policy. Importantly, by keeping the Indian economy and military stable, incumbent Prime Minister Modi wouldn't risk any realistic chance of losing reelection next year, and his continued

leadership over India is essential for implementing the US' grand strategic objective of "containing" China in the Afro-Asian Ocean and beyond. Speaking of which, that same imperative might even result in India being granted a waiver for continuing to trade with Iran through Chabahar and the North-South Transport Corridor (NSTC) in spite of the US officially being against this.

From the perspective of the New Cold War, the US' main mission is to obstruct, control, or influence China's New Silk Roads, and in particular the Pakistan-specific CPEC, in order to prevent them from reengineering global trade routes to America's hegemonic detriment, which is why it has an interest in using India as its "Lead From Behind" proxy in Central Asia. As such, the case can convincingly be made that the US has more to gain by turning a blind eye to India's Iranian-transiting trade with Central Asia and Afghanistan via the NSTC and having New Delhi contribute to "containing" China and Pakistan there, respectively, than to sabotage this "promising" scenario out of blind hatred for Iran and an obsession with dealing as much economic pain to the country as possible.

There's no telling what Trump will do in any given situation, but "The Kraken" has a knack for spreading chaos to whatever he touches, and the issue of India potentially earning a waiver from the US for continuing to do all manner of business with Iran in spite of America's forthcoming re-imposition of sanctions against Iran will assuredly be another case in point. As has become the norm, however, the US might surprise observers by behaving unexpectedly and not levelling "secondary sanctions" against India for, as New Delhi has a self-interested reason in misleadingly framing it as, "defying" Washington. Instead, granting India a waiver might actually do more to advance America's grand strategic interests than sanctioning the South Asian state, though Alt-Media might never notice the trick that's been played on them.

<u>Source</u>: ***Adapted from an article by Andrew Korybko published in Eurasia Future***

<u>Note</u>: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم فل کامرس (پنجاب یونیورسٹی)، قد "5'.2، پابند صوم وصلوٰۃ کے لیے لاہور کے رہائشی ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0333-4369477

☆ لاہور میں رہائش پذیر بٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم بی کام آنرز، قد "5'.6 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-8075458

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم بی کام، قد "5'.6 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4045212

☆ سیالکوٹ میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی دو بیٹیوں، عمر 32 سال، تعلیم ڈی فارمیسی اور عمر 22 سال تعلیم ایم ایس سی فزکس کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0336-4785526

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال تعلیم ایم ایس سی ریاضی، قد "5'.5 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4603780

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 38 سال، تعلیم بی اے، قد 5 فٹ کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-8075458

VOL : 27 **Regd. C.P.L NO. 114** No.41

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

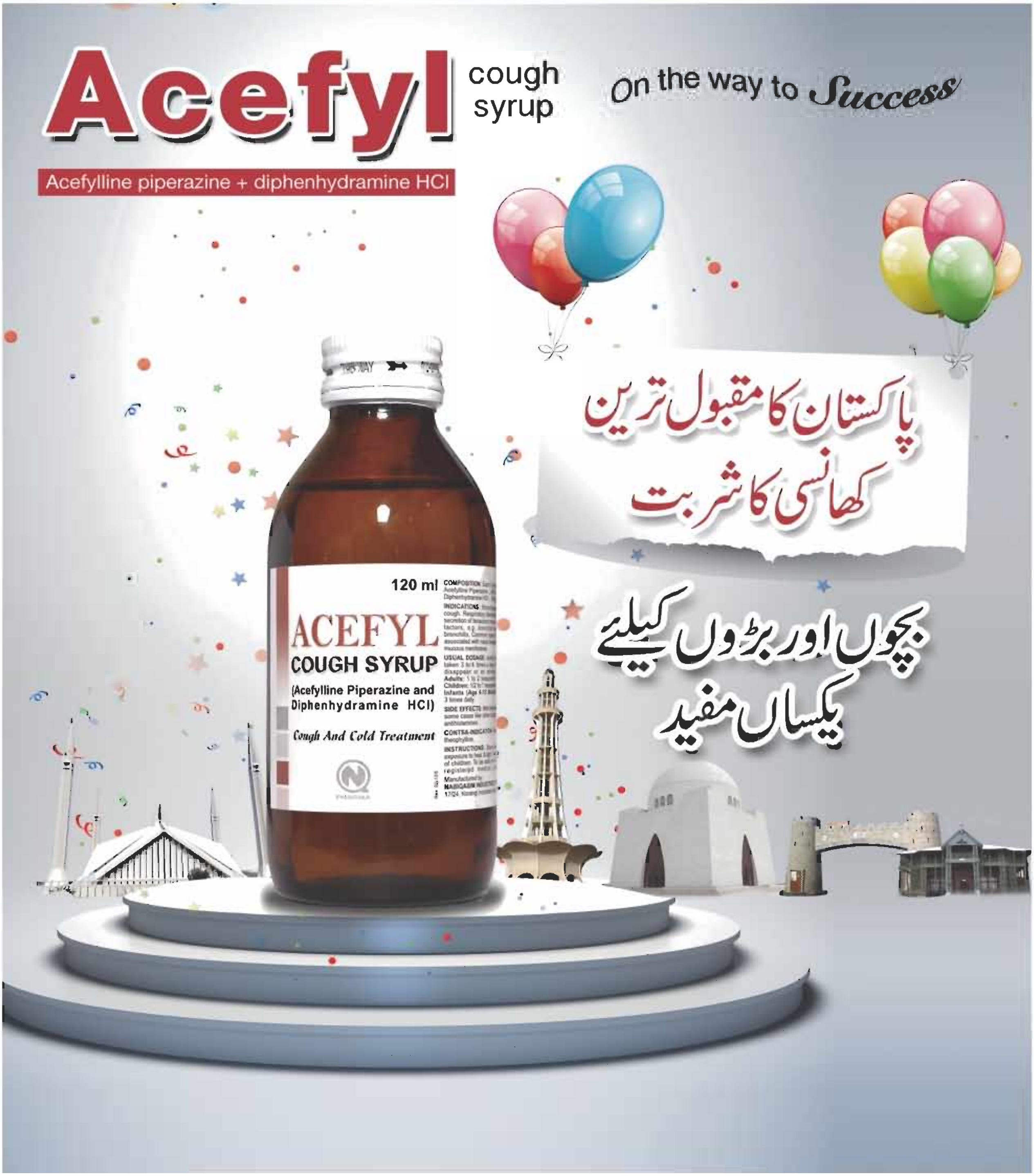

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion